بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

ثُمَّ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمۡ لَتُؤۡمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنۡصُرُنَّہٗ۔ (ال عمران۔ ۸۲)

پھر اگر کوئی ایسا رسول تمہارے پاس آجائے جو اُس کلام کی تصدیق کرنیوالا ہو جو تمہارے پاس ہو تو تم ضرور اُس پر ایمان لے آنا اور ضرور اُسکی مدد کرنا۔

موعود زکی غلام مسیح الزماں کے نزول کے بعد موجودہ قادیانی خلیفہ کی ذمہ داری؟؟

عزیزم محترم؟؟؟ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاۃ

اُمید ہے آپ بفضل اللہ تعالیٰ بخیر وعافیت ہونگے آمین۔ مورخہ ۲۸/اپریل ۲۰۱۷ء کو آپکا خط اور سوالات موصول ہوئے ہیں۔ خط اور آپکے سوالات کیلئے شکریہ۔ آپکے سوالوں کے جوابات لکھنے سے پہلے کچھ تمہیداً عرض کرنا چاہتا ہوں۔ قصبہ قادیان کے ہندوؤں نے حضرت مرزا غلام احمدؑ کو لکھا تھا کہ آپ لندن اور امریکہ میں بیٹھے ہوئے دور دراز کے لوگوں کو نشانات دکھانے کیلئے اپنے پاس بلا رہے ہیں۔ ہم آپکے ہمسایہ میں رہتے ہیں اور لندن اور امریکہ والوں کے مقابلہ میں ہم زیادہ حق دار ہیں کہ آپ ہمیں دربارۂ اثبات حقیقت اسلام ایسا نشان دکھائیں جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہو۔ حضورؑ نے قادیان کے ہندوؤں سے جواباً فرمایا کہ اگر آپ اِن عہود کے پابند رہیں گے جو آپ اپنے خط میں کر چکے ہیں تو اللہ کی مدد کیساتھ ضرور تمہیں ایسا نشان دکھایا جائے گا جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہو۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ کی راہنمائی کے مطابق آپؑ نے ہوشیار پور میں شیخ مہر علی صاحب رئیس کے طویلہ کے بالا خانہ میں چالیس روز تک قیام فرمایا۔ چنانچہ چالیس روز کے بعد حضورؑ نے ۲۰/فروری ۱۸۸۶ء کے دن ایک اشتہار لکھا جو کہ بعد ازاں یکم مارچ ۱۸۸۶ء کے اخبار ریاض ہند میں بطور ضمیمہ شائع ہوا۔ اس اشتہار میں دیگر پیشگوئیوں کے ساتھ مصلح موعود کی عظیم الشان پیشگوئی بھی شامل تھی جو کہ درج ذیل ہے۔ آپؑ لکھتے ہیں:۔

خدائے رحیم وکریم بزرگ وبرتر نے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے (جل شانہ وعزاسمہ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ۔۔۔

''میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرّعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیّت جگہ دی۔ اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لیے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور اِحسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر! تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا۔ تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں۔ موت کے پنجہ سے نجات پاویں۔ اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔ اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور تا حق اپنی تمام برکتوں کیساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کیساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں۔ جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لائیں۔ کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تا اُنہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے۔ اور خدا کے دین اور اُسکی کتاب اور اُس کے پاک رسول محمد مصطفٰے کو اِنکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔

سو تجھے بشارت ہو۔ کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت ونسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اُس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اِس کو مقدّس روح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔

اُسکے ساتھ فضل ہے۔ جو اُسکے آنے کیساتھ آئیگا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دُنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت وغیوری نے اُسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنیوالا ہوگا۔ (اِسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَآءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال اِلٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسُوح کیا۔ ہم اِس میں اپنی رُوح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اُس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رُستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا۔" (اِشتہار ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء)

عزیزم (اولاً) ہم دیکھتے ہیں کہ ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے ملہم کو ایک نشان رحمت کی بشارت بخشی تھی یا ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ الہامی پیشگوئی نشان رحمت کے متعلق ہی نازل ہوئی تھی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔۔۔ "میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرّعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیّت جگہ دی۔ اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لیے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور اِحسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔"

(ثانیاً) اور یہ بھی واضح رہے کہ ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے دو (۲) وجودوں کی بشارت کا ذکر فرمایا ہوا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔۔۔ "سو تجھے بشارت ہو۔ کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔"

اب سوال ہے کہ اِن دونوں وجودوں (یعنی وجیہہ اور پاک لڑکا اور زکی غلام) میں سے وہ کونسا وجود ہے جس کے متعلق یہ الہامی پیشگوئی نازل ہوئی اور جسے ملہم نے مصلح موعود فرمایا تھا؟؟ پیشگوئی کے الہامی الفاظ سے ظاہر ہے کہ وہ وجود نشان رحمت ہے۔ اور یہ الہامی پیشگوئی اولاً اور اصلاً اِسی نشان کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ اب حل طلب سوال یہ ہے کہ مذکورہ دونوں موعود وجودوں میں سے کونسا وجود نشان رحمت ہے؟ جو وجود نشان رحمت ہوگا اُسے ہی ملہم نے مصلح موعود فرمایا تھا۔ خاکسار آپ کو یہ بتانا چاہتا ہے کہ مذکورہ دونوں وجودوں میں سے زکی غلام نشان رحمت ہے نہ کہ وجیہہ اور پاک لڑکا۔ اور خاکسار آپکے آگے اسکے ثبوت کے طور پر سورۃ مریم کی آیات ۱۷ تا ۲۲ پیش کرتا ہے۔ جیسا کہ اِن آیات میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ○ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُونِهِمْ حِجَابًا فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ○ قَالَتْ إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمَٰنِ مِنْكَ إِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ○ قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا

زَكِيّاً ○قَالَتْ أَنَّى يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَّلَمْ أَكُ بَغِيّاً○قَالَ كَذَلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا وَكَانَ أَمْراً مَّقْضِيّاً○ ''(مریم۔۱۷تا۲۲)ترجمہ۔اوراس کتاب میں مریم کا ذکر کر جب وہ اپنے گھر والوں سے الگ ہوکر ایک مشرقی مکان میں چلی گئی۔پس اُس نے اُنکی طرف سے پردہ کرلیا۔پھر ہم نے اُسکی طرف اپنا فرشتہ بھیجا اور وہ اُسکے سامنے ایک پورا انسان بن کر ظاہر ہوا۔اُس (مریم) نے کہا میں تجھ سے یقیناً رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں،اگر تو متقی ہے ۔اُس (فرشتہ) نے کہا میں تو تیرے ربّ کا فرستادہ ہوں تا کہ تجھے ایک زکی (پاک اور نیک) غلام دوں۔اُس (مریم) نے کہا میرے ہاں زکی غلام کیسے ہوگا حالانکہ مجھے کسی بشر نے چھوا تک نہیں ہے اور نہ ہی میں بدکار ہوں۔اُس (فرشتہ) نے کہا اِسی طرح ہے،تیرا ربّ کہتا ہے کہ یہ مجھ پر آسان ہے اور تا کہ ہم اُسے لوگوں کیلئے ایک نشان اور اپنی طرف سے رحمت بنائیں اور یہ ایک طے شدہ بات ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ سورۃ مریم کی مذکورہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ فرشتہ کے ذریعہ حضرت مریم علیہ السلام کو ایک غُلٰمًا زَكِيًّا یعنی ایک زکی غلام کی بشارت دی تھی۔اس زکی غلام کو رَحْمَةً مِّنَّا فرما کر اُسے اپنی رحمت کا نشان قرار دیا تھا۔اور اسی زکی غلام کی بشارت کے سلسلہ میں فرمایا تھا کہ وَ كَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا یہ ایک طے شدہ بات ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ۲۰؍فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں محمدی مریم حضرت مرزا غلام احمدؑ کو بھی موسوی مریم کی طرح ایک رحمت کے نشان کی بشارت بخشی تھی۔اور یہ نشان رحمت ہی زکی غلام ہے اور سورۃ مریم کی طرح ۲۰؍فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کا اختتام بھی وَ كَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا کے الہامی الفاظ پر ہوتا ہے۔

(ثالثاً) آپ کو واضح رہے کہ مصلح موعود کی اصطلاح کوئی الہامی اصطلاح نہیں ہے بلکہ ملہم کا نشان رحمت یعنی موعود زکی غلام کو دیا ہوا اپنا ایک لقب (title) ہے۔جب ہم مصلح موعود کی بات کرتے ہیں تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہ ہم ۲۰؍فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں بشارت دیئے گئے موعود نشان رحمت یا موعود زکی غلام کی بات کر رہے ہیں۔اب خاکسار آپکے سوالات کی طرف آتا ہے۔آپ نے سوالات کے پردے میں خاکسار پر کچھ اعتراضات کیے ہیں جو کہ آپکی قلت تدبر،نام نہاد خلفاء سے بے جا عقیدت اور نسل در نسل ذہنی تطہیر کا نتیجہ ہیں۔آپ پوچھتے ہیں:۔

[۱] **قولہٗ**:۔''خدا نے مصلح موعود کا کیا رول (role) بتایا ہے اور آپکی صورت میں کیا کچھ achieve ہو چکا ہے؟''

اقولُ:۔عزیز مکرم جہاں تک مصلح موعود کے رول (role) کا تعلق ہے تو اس سلسلہ میں جواباً گذارش ہے کہ مصلح موعود کی بعثت کے اغراض و مقاصد اس طرح ہیں:۔

(۱) مصلح موعود نے۔۔''اُنہیں جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات دلانی ہے اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں اُنہیں قبروں سے باہر نکالنا ہے۔''

(۲) اُسکے ذریعہ۔۔''دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہونا ہے۔''

(۳) اُسکے ذریعہ۔۔''حق اپنی تمام برکتوں کیساتھ آجائے گا اور باطل اپنی تمام نحوستوں کیساتھ بھاگ جائے گا۔اس کا مطلب یہ ہے کہ مصلح موعود کے نزول سے پہلے باطل نے حق کو جھوٹ کی رِداؤں میں چھپایا ہوا ہوگا۔''

(۴) اُسکے ذریعہ۔۔''خدا تعالیٰ کی قدرتوں اور طاقتوں کا اظہار ہوگا۔''

(۵) اُسکے ذریعہ۔۔''وہ کچھ ظاہر ہوگا جس سے مخالفین احمدیت یقین کرلیں گے کہ خدائے عزوجل محمدی مریم حضرت مرزا غلام احمدؑ کیساتھ تھا اور ہے۔''

(۶) اُسکے ذریعہ۔۔'' اُنہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے۔ اور خدا کے دین اور اُسکی کتاب اور اُسکے پاک رسول محمد مصطفٰے (ﷺ) کو اِنکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ایک کھلی نشانی ملے گی۔''

(۷) اُسکے ذریعہ۔۔''مجرموں کی راہ ظاہر ہوگی۔''

(۸) اُس نے۔۔''اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے لوگوں کو رُوحانی بیماریوں سے صاف کرنا ہے۔''

(۹) اُس نے۔۔''اَسیروں کو رُستگاری دلانی ہے۔''

(۱۰) اُس نے۔۔''زمین کے کناروں تک شہرت پانی ہے۔''

(۱۱) اُس سے۔۔''قوموں نے برکت پانی ہے۔''

(۱۲) مصلح موعود کو اللہ تعالیٰ نے محمدی مریم حضرت مرزا غلام احمدؑ کے الہامی کلام میں مسیح عیسیٰ ابن مریم قرار دیا ہوا ہے اور بقول حضرت مرزا غلام احمدؑ موعود محمدی مسیح عیسیٰ ابن مریم کے ذریعہ سے ہی دین اسلام کا اَدیان باطلہ پر کامل غلبہ اور کامل فتح ہونا مقدر ہے۔جیسا کہ آپؑ اِسی سلسلہ میں براہین احمدیہ میں فرماتے ہیں:۔۔''هُوَ الَّذِیْ أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهُ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (الصّف۔۱۰)۔یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے۔اور جس غلبۂ کاملہ دین اِسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا۔اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اِس دنیا میں تشریف لائیں گے تو اُنکے ہاتھ سے دین اِسلام جمیع آفاق اور اَقطار میں پھیل جائے گا۔'' (روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۵۹۳ حاشیہ در حاشیہ)

عزیزم محترم ہوسکتا ہے کہ آپکے ذہن میں اگلا سوال یا اعتراض یہ ہو کہ مصلح موعود کا مذکورہ بالا رول (role) ابھی تک آپ کے یعنی خاکسار کے وجود میں پورا نہیں ہوا ہے؟ خاکسار یہاں جواباً مختصراً عرض کرتا ہے کہ اگر ہم مرسلوں کی سچائی کو اُن کی کامیابیوں اور کارہائے نمایاں (achievements) کی روشنی میں پرکھنا شروع کردیں گے یا کامیابیوں کو اُنکی صداقت کا معیار بنائیں گے تو مُرسلوں کی ایک قلیل تعداد کے سوا باقی تمام مُرسلوں کی صداقت مشتبہ ہوجائے گی۔مثلاً محسن انسانیت اور خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبےٰ ﷺ پندرہ صدیاں پیشتر کفر وشرک کا قلع قمع کرنے کیلئے جب مکہ میں مبعوث ہوئے تھے تو آپ ﷺ کی مکہ میں تیرہ (۱۳) سالہ شب و روز کی تبلیغ کے نتیجہ میں بڑوں، چھوٹوں اور عورتوں اور بچوں کو ملا کر کل ۱۰۰ سے ۱۵۰ لوگوں کو ہدایت نصیب ہوئی تھی۔ بعد ازاں بحکم الٰہی آنحضرت ﷺ نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کرلی اور پھر یہاں سے کفار اور مشرکین مکہ سے لڑائیاں ہوتی رہیں۔اور پھر آنحضرت ﷺ کی وفات کے تھوڑا سا پہلے آپ ﷺ کی ۲۳ سالہ سخت تبلیغی جدوجہد کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت کیساتھ بالآخر مکہ فتح ہوگیا اور اس طرح دین اسلام کی نہ صرف تخم ریزی ہوگئی بلکہ جزیرہ نما عرب میں دین اسلام کا پھیلنا بھی ممکن ہوگیا۔

(۲) دو ہزار سال قبل یہودیوں نے نظم وضبط کے ذریعہ اپنے آپ کو نہ صرف منظم کیا ہوا تھا بلکہ غیر یہودیوں سے اپنے آپ کو الگ تھلگ بھی کر رکھا تھا۔ اِن کے (ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُکُم۔ بقرہ۔ ۷۵) دل سخت ہو چکے تھے۔ اِن پر اللہ تعالیٰ کا غضب بڑھکا کیونکہ یہ نہ صرف اللہ تعالیٰ کے نشانوں کا انکار کرتے تھے بلکہ نبیوں کو ناحق قتل بھی کیا کرتے تھے۔ جبر واستبداد اور اَخراج اور مقاطعہ کے ذریعہ اِنہوں نے اپنے آپ کو غیروں سے الگ کر کے ایک بند جماعت یا گروہ (closed community) بنایا ہوا تھا۔ آنحضرت ﷺ سے پہلے اِن منظم اور مغضوب علیہ یہویوں کی اصلاح کیلئے موسوی زکی غلام حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اِن میں مبعوث ہوئے تھے۔ آپکے متعلق پیشگوئی تھی کہ آپؑ یہودیوں کے بادشاہ ہونگے اور یہودیوں کی رُستگاری کا موجب ہونگے۔ جیسا کہ آپؑ بذات خود فرماتے ہیں:۔ ’’خدا وند کا رُوح مجھ پر ہے۔ اس لیے کہ اُس نے مجھے غریبوں کو خوشخبری دینے کیلئے مَسح کیا۔ اُس نے مجھے بھیجا ہے کہ قیدیوں کو رہائی اور اَندھوں کو بینائی پانے کی خبر سناؤں۔ کچلے ہوؤں کو آزاد کروں۔‘‘ (لوقا: باب ۴ آیت ۱۸)

بدبخت یہودیوں نے اپنی اصلاح کرنے کی بجائے اپنے نبی کو نہ صرف بہت دُکھ پہنچایا بلکہ اُس معصوم اور برگزیدہ نبی کو صلیب پر بھی لٹکوا دیا۔ اِس اِبتلاء کے وقت اُسکے سارے حواری بھی اُسے چھوڑ گئے تھے۔ وہ صلیب پر ایلی ایلی لما سبقتنی پکارتا رہا۔ قریباً تین سال کی تبلیغی جدوجہد کے نتیجہ میں آپؑ کا یہودیوں کا بادشاہ بننا اور کچلے ہوؤں کو رُستگاری دلانا تو درکنار آپؑ کو تو اپنی جان کے لالے بھی پڑ گئے تھے۔ اور پھر بالآخر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کیساتھ آپؑ کو صلیب سے بچا کر کسی نامعلوم محفوظ مقام پر پہنچا دیا تھا۔ اس سب کے باوجود حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام (موسوی زکی غلام) بنی اسرائیل کی طرف اللہ تعالیٰ کے ایک سچے نبی اور رسول تھے۔ لیکن عزیزم خاکسار کا آپ سے سوال ہے کہ کامیابیوں (achievements) کے حوالے سے موسوی مریم علیہ السلام کا زکی غلام یعنی سیدنا حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کیا ایک سچے نبی اور رسول ثابت ہوتے ہیں؟؟ ہرگز ہرگز نہیں۔

(۳) ایک صدی قبل اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمدؑ کو ہندوستان کے ایک معمولی گاؤں قادیان میں مبعوث فرمایا تھا۔ آپؑ کی بعثت کے وقت اُمت محمدیہ مختلف فرقوں میں ضرور بٹی ہوئی تھی لیکن مسلمانوں کے کسی بھی فرقے کا حال دو ہزار سال پہلے والے یہودیوں کے بند گروہ (closed community) جیسا نہیں تھا۔ اُمت محمدیہ میں آپؑ کی بعثت موسوی زکی غلام حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے بالمقابل ایک کھلے ماحول (open society) میں ہوئی تھی۔ لیکن اِسکے باوجود لوگوں کی ایک قلیل تعداد نے آپؑ کو بطور امام مہدی و مسیح موعود قبول کیا تھا۔ آپکے بقول آپکی بعثت کا جو مقصد تھا اُس میں آپؑ ہرگز کامیاب نہ ہو سکے۔ جیسا کہ اپنی بعثت کی غرض وغایت کے حوالہ سے آپؑ اپنی کتاب تریاق القلوب میں اس طرح لکھتے ہیں:۔۔۔

’’تخمیناً عرصہ بیس برس کا گزرا ہے کہ مجھ کو اس قرآنی آیت کا الہام ہوا تھا۔ اور وہ یہ ہے۔ هُوَ الَّذِیْ أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهُ عَلَى الدِّیْنِ کُلِّهِ۔ اور مجھ کو اس الہام کے یہ معنی سمجھائے گئے تھے کہ میں خدا تعالےٰ کی طرف سے اس لیے بھیجا گیا ہوں کہ تا میرے ہاتھ سے خدا تعالیٰ اسلام کو تمام دینوں پر غالب کرے۔ اور اس جگہ یاد رہے کہ یہ قرآن شریف میں ایک عظیم الشان پیشگوئی

ہے جس کی نسبت علماء محققین کا اتفاق ہے کہ یہ مسیح موعود کے ہاتھ پر پوری ہوگی۔ سو جس قدر اَولیاء اور اَبدال مجھ سے پہلے گزر گئے ہیں۔ کسی نے اِن میں سے اپنے تئیں اس پیشگوئی کا مصداق نہیں ٹھہرایا۔ اور نہ یہ دعویٰ کیا کہ اس آیت مذکورہ بالا کا مجھ کو اپنے حق میں الہام ہوا ہے۔ لیکن جب میرا وقت آیا تو مجھ کو یہ الہام ہوا اور مجھ کو بتلایا گیا کہ اس آیت کا مصداق تو ہے اور تیرے ہی ہاتھ سے اور تیرے ہی زمانہ میں دین اسلام کی فوقیت دوسرے دینوں پر ہوگی۔'' (روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحات ۲۳۱ تا ۲۳۲۔ حاشیہ)

اگرچہ حضورؑ کی وفات تک مسلمانوں کی ایک معقول تعداد آپؑ کو قبول کر کے آپکے حلقہ بگوش ہوگئی تھی لیکن اُمت محمدیہ کی اکثریت نے آپؑ کے دعاوی کا نہ صرف انکار کیا بلکہ وہ آج تک آپکی مخالفت میں اَیڑی چوٹی کا زور لگاتی پھر رہی ہے۔ حتیٰ کہ آپکے بعد آپکی جانشینی کا دَم بھرنے والے نام نہاد خلیفوں کے غلط بیانات اور اِنکی سیاست میں (حضرت حکم وعدلؑ کی نصائح اور تعلیم کے برخلاف) ٹانگ اَڑانے کی وجہ سے مخالفین نے ستمبر ۱۹۷۴ء میں آپؑ کی جماعت احمدیہ کو غیر مسلم قرار دے کر دائرہ اسلام سے ہی باہر بٹھا دیا تھا۔ عزیزم محترم بانئے جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمدؑ نے اپنی زندگی میں اپنی بعثت کے جو اَغراض و مقاصد بیان فرمائے تھے۔ خاکسار کا آپ سے سوال ہے کہ اِن اَغراض و مقاصد (achievements) کے حوالے سے کیا حضرت مرزا غلام احمدؑ کے دعاوی سچے ثابت ہوتے ہیں؟؟

محمدی مریم حضرت مرزا غلام احمدؑ کو چلہ ہوشیاپور کے دوران ایک نشان رحمت یعنی زکی غلام کی بشارت دی گئی تھی۔ اِسی زکی غلام کو اللہ تعالیٰ نے محمدی مریم کے الہامی کلام میں مسیح عیسیٰ ابن مریم بھی قرار دیا ہوا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ ایک الہامی شعر میں محمدی مریم حضرت مرزا غلام احمدؑ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔ ؎ زدرگاہِ خدا مردے بصد اعزاز می آید مبارک بادت اے مریم کہ عیسیٰ باز می آید

ترجمہ۔ خدا کی درگاہ سے ایک مرد بڑے اعزاز کیساتھ آتا ہے۔ اے مریم تجھے مبارک ہو کہ عیسیٰ دوبارہ آتا ہے (تذکرہ صفحہ۔ ۶۸۴)

عزیزم جب ہم ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود کو بغور وفکر دیکھتے ہیں تو اِس پیشگوئی میں بشارت دیا گیا زکی غلام ہمیں موسوی زکی غلام (یعنی موسوی مسیح عیسیٰ ابن مریم ناصری علیہ السلام) کا کامل مثیل اور حالات واقعات کے لحاظ سے ہوبہو (similar) اُسکی نقل (copy) نظر آتا ہے۔ می تواند شد یہودی می تواند شد مسیح کے محاورے کے مطابق جب کوئی قوم یا جماعت یہودی رنگ میں رنگین ہوجاتی ہے تو پھر ایسی قوم میں اللہ تعالیٰ مسیحی انفاس وجود بھی پیدا کر دیتا ہے۔ زکی غلام سے متعلقہ اِلہامی پیشگوئی ہمیں بتا رہی ہے کہ جس جماعت میں محمدی موعود زکی غلام نے بطور مسیح عیسیٰ ابن مریم نازل ہونا تھا اِس جماعت کو بعض اقتدار پرست اور سفاک قسم کے لوگوں نے یقیناً یہودی نما بنا دینا تھا۔ آج محمودی جماعت احمدیہ اور دو (۲) ہزار سال پہلے والی یہودی جماعت (ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُم۔ بقرہ۔ ۷۵) کے درمیان تقابل کر کے دیکھیں تو آپ کو جماعت احمدیہ محمود، یہودی جماعت کی ہوبہو کاپی نظر آئے گی۔ وہی جبری طور طریقے، وہی رنگ ڈھنگ، وہی نظم وضبط، وہی یہودیانہ تحریف اور کلمات کا اَدل بدل، وہی مرسلوں یعنی مجددین کا شدید اِنکار اور مخالفت، وہی عام یہودیوں کی طرح اَسیری اور وہی اِخراج اور مقاطعہ کے طور طریقے وغیرہ۔

اور یہی وجہ ہے کہ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنی اُمت کی اصلاح اور تجدید کے لیے امام مہدی کے بعد کسی نوح،

ابراہم، موسیٰ، داؤد اور سلیمان کی پیشگوئی کرنے کی بجائے مسیح عیسیٰ ابن مریم کے نزول کی پیشگوئی فرمائی تھی۔ اور موعود امام مہدی کے بعد آنحضرت ﷺ کی نزول مسیح عیسیٰ ابن مریم کی پیشگوئی فرمانے میں یہی حکمت پوشیدہ تھی کہ اُمت محمدیہ میں نزول فرمانے والے موعود محمدی مسیح عیسیٰ ابن مریم نے یہودی صفت جماعت میں نزول فرمانا تھا۔ اِسی کج رو جماعت کے متعلق آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ لَیْسُوْا مِنِّیْ وَلَا اَنَا مِنْھُمْ۔ (مشکوۃ شریف جلد ۳ صفحہ ۲۹۳) اِنکا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور میرا اِنکے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے موسوی زکی غلام یعنی حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو دو ہزار سال پہلے یہودیوں میں بطور نبی اور رسول مبعوث فرمایا تھا۔ یہودیوں کی سخت دلی اور اُنکے نظم وضبط کی بدولت موسوی زکی غلام یعنی حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم کی کامیابیاں (achievements) ہمارے سامنے ہیں۔ یہودیوں کا بادشاہ بننا اور کچلے ہوؤں کو آزاد کرنا تو رہا ایک طرف اُس بیچارے کو تو اپنی جان بچانی مشکل ہوگئی اور پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے اُسے یہودیوں کے شر سے بچا کر کسی محفوظ مقام پر پہنچایا تھا۔ عزیزم محترم دو ہزار سال بعد محمدی مریم حضرت مرزا غلام احمدؑ کا موعود زکی غلام (مصلح موعود) بھی آج ایک یہودی صفت جماعت کے نرغے میں پھنسا ہوا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی خاص مدد اور تائید کیساتھ بذریعہ دلائل نہ صرف محمودی خلفاء اور علماء کا منہ بند کر چکا ہے بلکہ حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام (موسوی زکی غلام) کے برخلاف متقی مومنوں کی ایک جماعت بھی تیار کر چکا ہے۔ اگر اب تک خاکسار الہامی پیشگوئی مصلح موعود میں مذکورہ موعود کامیابیاں حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکا ہے تب بھی یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے۔ جس طرح مکہ بھی آنحضرت ﷺ کی وفات سے تھوڑا سا پہلے فتح ہوا تھا۔ اسی طرح اَسیروں کی رُستگاری اور دیگر موعود کامیابیوں کیساتھ ساتھ دین اسلام کی فتح اور غلبے کا وعدہ بھی اِنشاءاللہ تعالیٰ خاکسار کی زندگی میں ضرور پورا ہوگا۔ ؎ آؤ لوگو! کہ یہیں نور خدا پاؤ گے!! لو تمہیں طور تسلّی کا بتایا ہم نے

[۲] **قولہٗ**:۔۔۔ ''اگر آپ مصلح موعود اور مجدد صدی ہیں تو آپکی وفات کے بعد آپکا سلسلہ کیا صورت اختیار کرے گا؟ (خدا آپ کو لمبی عمر عطا فرمائے)''

اقولُ:۔۔۔ عزیزم آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق محمدی خلافت راشدہ تیس سال کے بعد ملوکیت میں بدل گئی تھی۔ اموی خلفاء جن کے دور حکومت میں آنحضور ﷺ کے پیارے نواسے حضرت امام حسینؓ اور آپ ﷺ کی دوسری آل اولاد کو میدانِ کربلا میں نہ صرف تہِ تیغ کیا گیا بلکہ آپ ﷺ کے دیگر اصحابؓ کو بھی ذلیل وخوار کرنے کیساتھ ساتھ بہت سارے علمائے ربانیؒ کو پابند سلاسل بھی کیا گیا تھا۔ اموی اور عباسی ملوکوں کی طرح مرزا محمود اور اُسکے جانشینوں نے بھی احمدیت کے خوبصورت چہرے کو نہایت مکروہ اور داغدار بنا دیا ہوا ہے۔ خلیفہ خدا بناتا ہے کے الفاظ کیساتھ آج تک افرادِ جماعت کی ذہنی تطہیر (Brain washing) کر کے ایک مذہبی مافیا کو خلافت راشدہ کہا اور ثابت کیا جا رہا ہے۔ یاد رکھیں جو لوگ خدا کے بنائے ہوئے خلیفے ہوتے ہیں انہیں یہ کہنے کی ہرگز ضرورت نہیں ہوتی کہ ''خلیفہ خدا بناتا ہے''۔ انہیں اپنی سچائی پر کامل یقین ہوتا ہے۔ کیا خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیقؓ، عمر فاروقؓ، عثمان غنیؓ اور علی مرتضیٰؓ نے بھی اپنی زندگی میں یہ شور مچایا تھا کہ انہیں خدا نے خلیفہ بنایا ہے؟ ہرگز نہیں۔ وہ جو مکر وفریب کیساتھ خلیفے بنتے ہیں چونکہ انہیں

اپنے مکر وفریب کا علم ہوتا ہے لہٰذا وہ لوگوں کو مدہوش رکھنے کیلئے ضرور ایسا ڈھنڈورا پیٹتے رہتے ہیں کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ وہ جو حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کے دور میں نزولِ قدرتِ ثانیہ کیلئے دعائیں کرتے اور کرواتے رہے جماعت احمدیہ کی قیادت پر قبضہ کرنے کے بعد اُنہوں نے اپنے مذہبی اقتدار (بلائے دمشق) کو ہی قدرتِ ثانیہ قرار دے لیا۔ حضورؑ کی رحلت کے بعد آپ کی مظلوم روحانی اولاد (احمدیوں) کیساتھ کیا ہوا، حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ کے نام کو تو چھوڑ و خدا کے نام پر ایک لاکھ چوبیس ہزار مُنکر نکیر (خلیفہ سمیت نظام جماعت کے تمام کارندے) اُنکی گردنوں پر بیٹھ گئے اور وہ بے چارے قسمت کے مارے سب پریشان ہیں کہ امامِ آخرالزماں کو ماننے کے نتیجے میں خلافت اور قدرت ثانیہ کے نام پر ہمارے ساتھ کیا فراڈ ہوا ہے؟ اب تو ایک معمولی فہم رکھنے والا احمدی بھی اس فراڈ کو خوب سمجھ چکا ہے۔ ؎

دل کے پھپھولے جل اُٹھے سینے کے داغ سے　　اِس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

اس تمہید کے بعد اب خاکسار آپکے سوال کی طرف آتا ہے کہ خاکسار کی وفات کے بعد ہمارا سلسلہ کیا صورت اختیار کرے گا؟ عزیزم آپ سے جواباً گذارش ہے کہ آپ یہ سوال بھی وقت سے پہلے پوچھ رہے ہیں۔ ابھی خاکسار نے اِنشاءاللہ تعالیٰ بہت سارے کام کرنے ہیں۔ مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اِن سارے کاموں کو سرانجام دینے کی توفیق ضرور بخشے گا۔ میرا جو اصلاحی مشن ہے اس میں خاکسار کے دو بڑے مقاصد ہیں (۱) ایک تو جماعت احمدیہ میں اَسیروں کی رُستگاری (۲) اور دوسرا علمی اور نظریاتی ہتھیاروں کیساتھ دین اسلام کی ادیان باطلہ پر فتح اور غلبہ ہے۔ علاوہ اِسکے مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ میری وفات سے پہلے مجھ سے بھی ایک الوصیت ضرور لکھوائے گا۔ میری فہم و فراست کے مطابق اسلام اور احمدیت کو اتنا نقصان غیروں اور مخالفوں نے نہیں پہنچایا ہے جتنا خلافت کے نام پر ملوکوں اور بادشاہوں نے پہنچایا ہے۔ میری خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ اِس بیماری کا علاج اور اِسکی اصلاح کی توفیق مجھے بخشے آمین۔ عزیزم آپکے سوال کے سلسلہ میں ابھی میں سرسری طور پر جواباً کہتا ہوں کہ میرے بعد جماعت احمدیہ اصلاح پسند (جو کہ دراصل حقیقی احمدیت اور حقیقی اسلام ہی ہے) میں نہ تو ایسی انجمن ہوگی جس قسم کی انجمنیں جماعت احمدیہ محمود اور جماعت احمدیہ لاہور میں تشکیل دی گئی ہیں۔ اور نہ ہی ایسا کوئی خلافتی ڈھانچہ ہوگا جس قسم کا نام نہاد خلافتی ڈھانچہ جماعت احمدیہ محمود میں ۱۹۱۴ء سے آج تک جاری کیا ہوا ہے۔ خاکسار اپنی جماعت احمدیہ اصلاح پسند میں انصاف پر مبنی ایک مضبوط اور بااختیار عدالتی نظام قائم کرنا چاہتا ہے۔ ساتھ ہی جماعت میں ایک مضبوط اور بااختیار مجلس شوریٰ کو بھی قائم کرنا چاہتا ہے جس کے ممبران تقویٰ، طہارت اور علم کی بنا پر منتخب کیے جائیں گے۔ تقویٰ، طہارت اور علم کی بنیاد پر اِسی مجلس شوریٰ میں سے آگے ایک مجلس انتخاب کو منتخب کیا جائے گا۔ میرے جانشین کو میرے آقا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے اِن سنہری الفاظ کہ سَيِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ کے مطابق اپنی ذمہ داریاں ادا کرنی ہونگی۔ میرے جانشین کو چونکہ مجلس شوریٰ کا منتخب کردہ ادارہ (electoral collegue) منتخب کرے گا لہٰذا وہ خدا کا بنایا ہوا ہرگز نہیں ہوگا بلکہ لوگوں کا بنایا ہوا ہوگا۔ اگر وہ صراطِ مستقیم پر چل کر لوگوں کی خدمت کرے گا تو ہر مومن پر اُس کی اطاعت کرنا اور اُس کی تکریم کرنا فرض ہوگا۔ لیکن میرے بعد اگر کوئی ایسا جانشین بن بیٹھا جو صراطِ مستقیم سے بھٹک کر اخلاقی اور مالی جرائم کا مرتکب ہوگا تو اُسے جماعت احمدیہ اصلاح پسند کی مجلس شوریٰ جماعت احمدیہ اصلاح پسند کی انٹرنیشنل قضا کے فیصلہ اور سفارش پر

قیادت سے ہٹا کر اُسے اُسکے گھر بھیج دے گی۔اور پھر مجلس انتخاب دوبارہ کسی متقی اور باعلم مومن کا انتخاب کرلے گی۔خاکسار نے آپکے سوال کے جواب میں یہ سرسری باتیں لکھی ہیں۔باقی خاندانی مذہبی آمریتوں کوخلافت کے نام پر مستحکم کرنے اورتسلسل دینے کی اِس بیماری اورفتنہ کی اصلاح اللہ تعالیٰ مجھ سے اپنی رضا کے مطابق ضرور کروائے گا۔اور میری بھی خواہش ہے کہ میں اپنے بعد الٰہی رضا کے مطابق جانشینی اورخلافتی ڈھانچے کی اصلاح کرکے جاؤں۔ ؎ وقت تھا وقت مسیحا نہ کسی اور کا وقت میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

[۳]**قولہٗ**:۔۔’’آپکا view حضرت خلیفہ اوّل اور خلیفہ ثانی کے بارے میں (اُن کے مصلح موعود کے دعویٰ سے پہلے) کیا ہے؟ نیز آپ خلیفہ ثالث اور اُنکے بعد کے خلفاء کو خلفاء مانتے ہیں؟ اگر نہیں تو اُنکی دینی خدمات کو کس طرح بیان کرتے ہیں کیونکہ قرآن کے ترجمہ آپ اُنکے ہی refer کرتے ہیں۔‘‘

اقولُ:۔۔۔عزیزم جہاں تک حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کا تعلق ہے تو محمدی خلفائے راشدین کی طرح وہ واحد احمدی خلیفہ راشد تھے۔ آپؓ نے اپنے آقا حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے آپکے مشن کو آگے بڑھایا اور اسلام اور احمدیت کی خدمت کا حق ادا کردیا۔آپؓ نے اپنے دور خلافت میں اپنے آقا کی عقیدت میں آپکے بیٹے جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی سیاسی کاروائیوں سے بھی صرف نظر کیا جس کا بعد ازاں جماعت احمدیہ کو شدید نقصان پہنچا۔آپکی رحلت کے بعد جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے اپنے محترم والد صاحبؑ کی وصیت کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنی ہی خود ساختہ مجلس انصار (جس میں دکھاوے کے طور پر چند ممبران صدر انجمن احمدیہ کے بھی شامل تھے) سے اپنی خود ساختہ خلافت ثانیہ کا ووٹ لے کر عملاً احمدی خلافت راشدہ کی صف لپیٹ دی تھی ۔جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد کا جماعت احمدیہ کی قیادت پر قبضہ دراصل اُس بلائے دمشق کا آغاز تھا جس کی اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ مرسل حضرت مرزا غلام احمدؑ کو مورخہ ۹/اپریل ۱۹۰۷ء کو خبر دی تھی (تذکرہ صفحہ ۶۰۳)۔

جیسا کہ میں بتا چکا ہوں کہ الہامی پیشگوئی مصلح موعود سے پتہ ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محمدی مریم کو چلہ ہوشیار پور میں دو(۲) وجودوں کی بشارات بخشی تھیں۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔’’سو تجھے بشارت ہو۔کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔‘‘اِن دونوں وجودوں میں زکی غلام نشان رحمت تھا اور اُسے ہی ملہم نے مصلح موعود کے نام سے پکارا ہوا ہے۔یہ موعود زکی غلام اللہ تعالیٰ نے محمدی مریم حضرت مرزا غلام احمدؑ کو بطور جسمانی لڑکا نہیں دیا تھا۔اِس موعود زکی غلام نے ۶،۷/نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد آیندہ زمانے میں جماعت احمدیہ میں محمدی مریم کے روحانی فرزند کے طور پر پیدا ہونا تھا۔اس اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود میں حضورؑ کے ایک جسمانی لڑکے کی پیشگوئی بطور فرع شامل تھی مثلاً۔وجیہہ اور پاک لڑکا جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ہی ملہم سے وعدہ فرمادیا تھا کہ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت ونسل ہوگا۔پیشگوئی مصلح موعود کے اس ضمنی حصے کا مصداق (اولاً) حضورؑ کا پہلا لڑکا بشیر احمد اوّل تھا۔اللہ تعالیٰ نے بشیر احمد اوّل کو وفات دے کر حضورؑ کو آگے اِسکے مثیل کی بشارت دے دی۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

(الف)’’اور خدا تعالیٰ نے اِس عاجز پر ظاہر کیا کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا جس کا نام محمود بھی ہے۔وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہو

گا۔یَخلُقُ مَایَشَآءُ۔‘‘(تذکرہ صفحہ ۱۳۱۔مجموعہ اشتہارات جلد ۱ صفحہ ۱۷۹ حاشیہ)

(ب)’’ایک اِلہام میں اس دوسرے فرزند کا نام بھی بشیر رکھا۔چنانچہ فرمایا کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا یہ وہی بشیر ہے جس کا دوسرا نام محمود ہے۔جس کی نسبت فرمایا۔کہ وہ اولوالعزم ہوگا اور حسن واحسان میں تیرا نظیر ہوگا۔یَخلُقُ مَایَشَآءُ۔‘‘(تذکرہ صفحہ ۱۳۱ بحوالہ مکتوب ۴۔دسمبر ۱۸۸۸ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ)

نوٹ۔ملہم کا خیال تھا کہ بشیر احمد اوّل کی پیدائش اور وفات کیساتھ وجیہہ اور پاک لڑکے سے متعلقہ پیشگوئی پوری ہوکر ختم ہوچکی ہے اور پیچھے دوسرا وجود زکی غلام رہ گیا ہے۔تبھی وہ دوسرے بشیر کو زکی غلام خیال کرتے ہوئے اُسکے متعلق فرمارہے ہیں’’کہ وہ اولوالعزم ہوگا اور حسن واحسان میں تیرا نظیر ہوگا۔یَخلُقُ مَایَشَآءُ‘‘۔حالانکہ ملہم کے حُسن واحسان کا نظیر زکی غلام یعنی مصلح موعود ہے نہ کہ وجیہہ اور پاک لڑکا یعنی بشیر ثانی۔یہ بہت باریک بات تھی اور ملہم کی اولاد اور اُسکی جماعت کی آزمائش کی خاطر اللہ تعالیٰ نے ملہم کے اِس غلط اجتہاد یا قیاس کی اصلاح نہیں فرمائی تھی۔اَمر واقع یہ تھا کہ دوسرا بشیر یا بشیر ثانی بشیر احمد اوّل کا مثیل اور نعم البدل تھا جس کو ملہم نے زکی غلام سمجھتے ہوئے اُسکے متعلق مذکورہ بالا الفاظ ارشاد فرمائے تھے۔جیسا کہ ملہم کے رسالہ سِرّ الخلافہ میں مندرج اِن درج ذیل الفاظ سے قطعی طور پر ثابت ہوجاتا ہے کہ بشیر ثانی، بشیر احمد اوّل کا فقط نعم البدل تھا نہ کہ دوسرا موعود وجود زکی غلام یعنی مصلح موعود۔

(ج)’’اِنَّ لِیْ کَانَ اِبْناً صَغِیْراً وَّ کَانَ اسْمُہٗ بَشِیْراً فَتَوَفَّاہُ اللّٰہُ فِیْ اَیَّامِ الرِّضَاعِ۔وَاللّٰہُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی لِلَّذِیْنَ اٰثَرُوا السُّبُلَ التَّقْوٰی وَالْاِرْتِیَاعِ فَاُلْھِمْتُ مِنْ رَّبِّیْ۔اِنَّا نَرُدُّہٗ اِلَیْکَ تَفَضُّلاً عَلَیْکَ۔‘‘(سِرّ الخلافۃ۔روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۳۸۱) ترجمہ۔میرا ایک لڑکا جس کا نام بشیر احمد تھا شیر خوارگی کے ایام میں فوت ہوگیا۔اور حق یہ ہے کہ جن لوگوں نے تقویٰ اور خشیت الٰہی کے طریق کو اختیار کرلیا ہوا اُنکی نظر اللہ تعالیٰ پر ہی ہوتی ہے۔اس وقت مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم محض اپنے فضل اور احسان سے وہ تجھے واپس دیں گے(یعنی اُسکا مثیل عطا ہوگا۔سو اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرا بیٹا عطا فرمایا)۔

بشیر احمد اوّل کی وفات کے بعد ۱۲؍جنوری ۱۸۸۹ء کو بشیر ثانی یعنی مرزا بشیر الدین محمود احمد کی پیدائش ہوئی تھی۔حضورؑ نے بطور تفاؤل اس کا نام بشیر الدین محمود احمد رکھا اور اس طرح پیشگوئی مصلح موعود کا وجیہہ اور پاک لڑکا سے متعلقہ ضمنی حصہ بطور مثیل بشیر احمد اوّل اِنکی طرف منتقل ہوگیا۔لیکن جناب خلیفہ ثانی صاحب نے زیادتی اور ظلم کرتے ہوئے مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کرکے(اِلہامی پیشگوئی میں وجیہہ اور پاک لڑکا سے متعلقہ فروعی یا ضمنی حصہ سے تجاوز کرتے ہوئے)اصل(main)الہامی پیشگوئی مصلح موعود پر عملاً قبضہ کرلیا۔اگر خلیفہ ثانی صاحب تقویٰ کی راہوں پر چلتے ہوئے اپنے دعویٰ کو مثیل بشیر احمد اوّل یعنی موعود وجیہہ اور پاک لڑکا تک محدود رکھتے تو وہ ولو تقول علینا کی گرفت میں ہرگز نہ آتے اور نہ ہی جماعت احمدیہ میں پیشگوئی مصلح موعود کے حوالہ سے موجودہ فتنہ وفساد پیدا ہوتا۔لیکن وہ جانتے تھے کہ اگر اُنہوں نے دعویٰ مصلح موعود نہ کیا تو اُن کا ہزار سالہ خاندانی مذہبی حکومت کا خواب پورا نہیں ہوگا۔لہٰذا حالات اور واقعات سے قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ اُنہوں نے جان بوجھ کر مصلح موعود(زکی غلام)ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرکے اس اِلہامی پیشگوئی پر قبضہ جمایا اور اُن کا یہی

سنگین جرم اُنکی قطع وتین کی سزا کا موجب بنا تھا۔سیاست کی دنیا میں سیاسی پارٹیوں یا سیاسی لوگوں کی دھاندلیوں کا احوال تو لوگ سنتے رہتے ہیں اور پوچھنے پر یہ سیاسی لوگ کہہ دیتے ہیں کہ ہم مذہبی یا روحانی لوگ نہیں بلکہ دنیادار لوگ ہیں اور سیاست میں سب کچھ چلتا ہے۔ لیکن مذہبی تاریخ کا غالباً یہ پہلا واقعہ ہوگا کہ ایک شخص نے دیدہ ودانستہ ایک اِلہامی پیشگوئی میں دھاندلی، ظلم اور زیادتی کا ارتکاب کرتے ہوئے اپنے معینہ روحانی مقام سے تجاوز کر کے ایک ایسے روحانی مقام (موعود زکی غلام مسیح الزماں) کو اپنے اوپر چسپاں کر لیا جس کا وہ مصداق ہی نہیں تھا؟؟؟ ؎ اے خداوندا! تیرے یہ سادہ دل بندے کدھر جائیں درویشی بھی عیاری ہے تو سلطانی بھی عیاری

عزیزم ہوسکتا ہے باقی قادیانی حضرات کی طرح آپکے ذہن میں بھی یہ سوال ہو کہ اگر مرزا بشیر الدین محمود احمد کا دعویٰ مصلح موعود غلط تھا اور اُس نے اِلہامی پیشگوئی کے متعلق یہ جرم کیا تھا تو اُس نے بہت سارے جو کارنامے سرانجام دیئے ہیں اور جماعت کو جو ترقی دی تھی؟ اِس مجرم کے ہاتھوں یہ کارنامے کیسے سرانجام پا گئے؟ جواباً عرض ہے کہ (اولاً) اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق مرزا بشیر الدین محمود احمد کو بطور مثیل بشیر احمد اوّل وجیہہ اور پاک لڑکا سے متعلقہ وہ صلاحیتیں دی تھیں جن کی وجہ سے اُنکی طویل قیادت کے دوران جماعت نے خاطر خواہ ترقی کی تھی (ثانیاً) خلیفہ ثانی صاحب کے طویل دور خلافت میں جو جماعت احمدیہ کو ترقیاں نصیب ہوئی تھیں یہ ترقیاں کسی فرد واحد کی کوششوں کا نتیجہ نہیں تھیں بلکہ افرادِ جماعت کی اجتماعی کاوشوں کا نتیجہ تھیں۔لیکن جب خلیفہ ثانی نے اِن اجتماعی جماعتی کامیابیوں کو بنیاد بنا کر ۱۹۴۴ء میں مصلح موعود ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا تو پھر اُس نے اِس جرم کی سزا بھی پائی۔خلیفہ ثانی نے پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں جو زیادتی کی تھی خاکسار اِسکی وضاحت ایک تمثیل کے رنگ میں کرتا ہے۔ہم سبھی جانتے ہیں کہ عیسائیوں کا حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کے متعلق یہ عقیدہ ہے کہ وہ نعوذ باللہ خدا تعالیٰ کا بیٹا تھے۔حالانکہ حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم ناصریؑ نے ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا تھا۔فرض کریں کہ اگر نعوذ باللہ بشیر الدین محمود احمد کی طرح وہ نبی اور رسول ہونے کیساتھ ساتھ حلفاً یہ دعویٰ بھی کر لیتے کہ وہ ابن اللہ ہیں۔تمام یہودی اُن کا یہ دعویٰ تسلیم بھی کر لیتے۔وہ اپنے وقت میں یہودیت کو بہت ترقی بھی دیتے تو پھر بھی کیا وہ اس طرح ابن اللہ بن جاتے؟ ہرگز نہیں۔اگر حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم معاذ اللہ غلطی سے شعوری یا لاشعوری طور پر کوئی ایسا دعویٰ کرتے تو اس حالت میں ہم مسلمان قرآن کریم کی روشنی میں یہ کہنے میں تو حق بجانب ہوتے کہ اُن کا نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ تو سچا تھا لیکن اُنہوں نے ابن اللہ ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا۔لیکن آپ جانتے ہیں کہ حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا تھا۔ابن اللہ ہونے کا دعویٰ عیسائیوں نے جھوٹے طور پر اُسکی طرف منسوب کر رکھا ہے۔لیکن خلیفہ ثانی صاحب کا معاملہ بالکل اُلٹ ہے۔اُنہوں نے نہ صرف حلفاً جھوٹا دعویٰ کیا بلکہ جبراً افراد جماعت سے اپنے جھوٹے دعوے کو منوایا بھی تھا۔یہاں پر آپکے ذہن میں ایک اور سوال بھی پیدا ہوسکتا ہے وہ یہ کہ کیا اللہ تعالیٰ کا فضل یافتہ انسان کوئی جھوٹا دعویٰ بھی کر سکتا ہے؟ اس سوال کا مفصل جواب میں نے اپنے مضامین میں کئی جگہوں پر دیا ہوا ہے لیکن آپ اس سلسلہ میں میرے مضمون نمبر ۳۰ سبز اشتہار کی روشنی میں پیشگوئی مصلح موعود کا تجزیہ کا مطالعہ کریں۔یہاں مختصراً عرض کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ عراف کی آیات نمبر ۱۷۶ اور ۱۷۷ میں اِس سوال کا جواب دیا ہوا ہے۔آپکو واضح رہے کہ کسی انسان کی کامیابی یا ناکامی

کا دارو مدار اُسکی کامیابیوں پر نہیں بلکہ کامیابی یا ناکامی یا دوسرے الفاظ میں زندگی اور ہلاکت کا فیصلہ دلیل کرتی ہے۔اور اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں زندگی اور ہلاکت کا معیار دلیل کو قرار دیا ہوا ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ سورہ انفال کی آیت ۴۳ میں فرماتا ہے۔لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ۔تا کہ وہ جو دلیل کے ذریعہ سے ہلاک ہو چکا ہے ہلاک ہو جائے اور جو دلیل کے ذریعہ زندہ ہو چکا ہے زندہ ہو جائے۔ ؎ میراث میں آئی ہے انہیں مسند ارشاد زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن!

خلیفہ ثانی صاحب اور آپکے جانشینوں کی دینی خدمات کے حوالہ سے چند گذارشات

(۱) جناب خلیفہ ثانی صاحب کا احمدی خلافت راشدہ کی صف لپیٹ کر خلافت احمدیہ پر قبضہ کر کے اسے اپنی خاندانی گدی میں بدلنا کونسی دینی خدمت ہے؟؟

(۲) جناب خلیفہ ثانی صاحب نے جھوٹا دعویٰ مصلح موعود کر کے ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کے ضمن میں جماعت احمدیہ میں جو فساد پیدا کیا ہے۔کیا یہ اُنکی کوئی دینی خدمت ہے؟؟

(۳) مجلس شوریٰ کو نظر انداز کر کے اپنے تنخواہ دار اور منظور نظر ملازموں کی نام نہاد مجلس انتخاب بنا کر خلافت کے نام پر اپنی خاندانی مذہبی اقتدار کو مستحکم بنانا اور اِسے دائمی بنانا کونسی دینی خدمت ہے؟؟

(۴) حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کی زندگی میں آپ سے قدرتِ ثانیہ کیلئے دعائیں کروانا اور آپکی وفات کے بعد آپکے انتخاب کی جگہ پر جھوٹے طور پر مقام ظہور قدرتِ ثانیہ کے بورڈ لگاتے پھرنا کونسی دینی خدمت تھی؟؟

حدیث مجددین

☆☆ عزیزم آپ کو واضح رہے کہ حضورؑ نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں اپنے دعویٰ کی سچائی کے حق میں جو سینکڑوں ثبوت پیش کیے تھے۔ اِن میں حدیث مجددین کو اوّل ثبوت کے طور پر پیش کیا تھا۔آپؑ حدیث مجددین اور مجددین کی بعثت کے سلسلہ میں فرماتے ہیں:۔

(۱) وہ پیشگوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو تواتر معنوی تک پہنچ گئی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ ہر یک صدی کے سر پر وہ ایسے شخص کو مبعوث کرے گا جو دین کو پھر تازہ کرے گا اور اُسکی کمزوریوں کو دُور کر کے پھر اپنی اصلی طاقت اور قوت پر اُس کو لے آوے گا‘‘(آئینہ کمالات اسلام۔روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۳۴۰)

(۲) ’’یہ بات مسلمانوں میں ہر شخص جانتا ہے اور غالباً کسی کو بھی اس سے بے خبری نہ ہوگی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد کو بھیجتا ہے جو دین کے اس حصہ کو تازہ کرتا ہے جس پر کوئی آفت آئی ہوئی ہوتی ہے۔یہ سلسلہ مجدّدوں کے بھیجنے کا اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کے موافق ہے جو اُس نے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ میں فرمایا ہے۔‘‘(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۲)

(۳) ’’خلفاء کے آنے کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک لمبا کیا ہے اور اسلام میں یہ ایک شرف اور خصوصیت ہے کہ اس کی تائید اور تجدید کے واسطے ہر صدی پر مجدّد آتے رہے اور آتے رہیں گے۔‘‘(ملفوظات جلد ۱۰ صفحہ ۲۶۲)

(۴)’’یہ یاد رہے کہ مجدد لوگ دین میں کچھ کمی بیشی نہیں کرتے ہاں گمشدہ دین کو پھر دلوں میں قائم کرتے ہیں اور یہ کہنا کہ مجددوں پر ایمان لانا کچھ فرض نہیں خدا تعالیٰ کے حکم سے انحراف ہے کیونکہ وہ فرماتا ہے وَ مَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡفَاسِقُوۡنَ۔یعنی بعد اِسکے جو خلیفے بھیجے جائیں پھر جو شخص اِنکا منکر رہے وہ فاسقوں میں سے ہے۔‘‘(شہادت القرآن۔روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۳۴۴)

☆☆ جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب دعویٰ مصلح موعود سے پہلے حدیث مجددین کو بھی مانتے تھے اور مجددین کی بعثت کے بھی قائل تھے۔جیسا کہ وہ تفسیر کبیر جلد ۹ صفحہ ۳۱۹ پر سورۃ القدر کی آیت نمبر ۱ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

(۱)’’حدیثوں میں آتا ہے کہ ہر صدی کے سر پر دنیا کو ایک ہوشیار کرنیوالے کی ضرورت پیش آجاتی ہے اور اسلام میں اس ضرورت کو پورا کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر مجدّد بھیجتا رہے گا۔اِن مجدّدوں کے متعلق بھی اس آیت میں پیشگوئی موجود ہے کیونکہ وہ بھی جزوی طور پر محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قائم مقام ہوتے ہیں اور ایک جزوی تاریک رات میں اُن کا ظہور ہوتا ہے۔‘‘(تفسیر کبیر جلد ۹ صفحہ ۳۱۹)

(۲)’’اِسی کی طرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس حدیث میں فرمایا ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ یَبۡعَثُ لِھٰذِہِ الۡاُمَّۃِ عَلٰی رَأۡسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنۡ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیۡنَھَا۔‘‘(ابوداؤد کتاب الملاحم)یعنی اللہ تعالیٰ میری اُمت میں ہر سو سال کے بعد کوئی نہ کوئی شخص ایسا مبعوث کرے گا جو اُس صدی کی غلطیوں کو جو کہ دین کے بارے میں لوگوں کو لگ گئی ہونگی دور کردیگا۔قُل بھی اسی طرف اشارہ کرتا ہے گویا اس حدیث کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کم سے کم ہر صدی کے سر پر دنیا میں ظاہر ہونگے اور وہ لوگ جو آپکے بتائے ہوئے رستہ کے خلاف چلنے والے ہونگے اُن کو چیلنج کریں گے کہ میں تمہارے طریق کو کبھی اختیار نہیں کروں گا اور اُسی طریق کو اختیار کروں گا جو خدا نے مجھے بتایا ہے اور اس طرح اسلام ہر زمانہ میں دھل دھلا کر پھر نیا بن جایا کرے گا۔‘‘(تفسیر کبیر جلد دہم صفحہ ۳۹۱)

لیکن جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے اپنے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کے بعد مجددین کی بعثت کا انکار کردیا تھا۔مثلاً۔۔۔

[الف]جناب خلیفہ ثانی ۱۹۴۷ء میں مجدد کے بارے میں سوال کے جواب میں کہتے ہیں۔

’’خلیفہ تو خود مجدد سے بڑا ہوتا ہے اور اس کا کام ہی شریعت کو نافذ کرنا اور دین کو قائم کرنا ہوتا ہے پھر اُسکی موجودگی میں مجدد کس طرح آسکتا ہے؟ مجدد تو اس وقت آیا کرتا ہے جب دین میں بگاڑ پیدا ہوجائے۔‘‘(الفضل ۸ شہادت۔اپریل ۱۹۴۷ء صفحہ۔۴)

(۵)عزیزم آپ خود ہی فیصلہ کرلیں کہ مجددوں کی بعث کا انکار کرنا کیا کوئی دینی خدمت ہے؟؟

[ب]جناب خلیفہ ثالث صاحب نے تو حدیث مجددین کو ہی وضعی اور جعلی قرار دے دیا تھا۔جیسا کہ آپ مورخہ ۶ نومبر ۱۹۷۷ء کو خدام الاحمدیہ کے مرکزی اجتماع سے خطاب میں فرماتے ہیں:۔۔۔’’ہمیں حضرت مسیح موعودؑ نے جو دوسری بات بتائی اُسکے مطابق غور کرنا پڑے گا۔آپ نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جو بھی فرمایا ہے وہ قرآن کریم کی کسی نہ کسی آیت کی تفسیر ہے۔پھر آپ نے یہ فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بڑا ارفع اور بلند مقام تھا۔خدا تعالیٰ سے آپ علم سیکھتے تھے۔یہ تو ہم مانتے ہیں کہ آپ قرآن کریم کی کسی آیت کی اتنی دقیق تفسیر کرجائیں کہ عام آدمی کے دماغ کو اُس کے ماخذ کا پتہ نہ لگے اور سمجھ میں نہ آئے کہ یہ کس آیت کی تفسیر ہے۔آپ نے فرمایا کسی کو سمجھ آئے یا نہ آئے مگر یہ

نہیں ہوسکتا کہ وہ قرآن کریم کی کسی آیت کی تفسیر نہ ہو۔اگر تجدید دین والی یہ حدیث درست ہے (اور ہے یہ درست) تو یہ قرآن کریم کی کسی نہ کسی آیت کی تفسیر ہونی چاہیے اور اگر یہ قرآن کریم کی کسی آیت کی بھی تفسیر نہیں (میں سمجھتا ہوں کہ یہ کہنا غلط ہوگا یہ ضرور کسی آیت کی تفسیر ہے) تو پھر اس کو ہم یہ کہیں گے کہ یہ حدیث صحیح نہیں۔کسی راوی نے کہیں سے غلط بات اُٹھالی اور آگے بیان کردی۔'' (مشعلِ راہ۔۴۵۷۔۴۵۸) اُنکا یہ خطاب ہماری ویب سائٹ الغلام۔کم پر نیوز نمبر ۶۶ پر بھی پڑھا جاسکتا ہے۔

(۶) کیا ایک سچی حدیث کو وضعی اور جعلی قرار دینا کوئی دینی خدمت ہے؟؟ حضرت بانئے جماعت احمدیہؑ اپنے منظوم کلام میں تو فرماتے ہیں کہ جو سچی حدیث کو چھوڑتا ہے وہ خبیث ہے۔ ؎ کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبیؐ کی حدیث کو جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اُس خبیث کو

حدیثِ مجددین کی روشنی میں تجدید دین سے کیا مراد ہے؟

اِس سوال کے جواب میں حکم وعدل امام مہدی ومسیح موعود اور اُمتی نبی حضرت مرزا غلام احمدؑ فرماتے ہیں:۔

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ثابت ہے کہ ہر ایک صدی پر ایک مجدد کا آنا ضروری ہے اب ہمارے علماء کہ جو بظاہر اتباع حدیث کا دم بھرتے ہیں۔اِنصاف سے بتلاویں کہ کس نے اِس صدی کے سر پر خدا تعالیٰ سے اِلہام پاکر مجدد ہونے کا دعویٰ کیا ہے یوں تو ہمیشہ دین کی تجدید ہو رہی ہے مگر حدیث کا تو یہ منشاء ہے کہ وہ مجدد خدائے تعالیٰ کی طرف سے آئے گا۔یعنی علوم لدینہ وآیات سماویہ کیساتھ۔'' (روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۷۸ تا ۱۷۹)

عزیزم۔اُمت محمدیہ میں اللہ تعالیٰ کے نیک مومن بندوں کو اعلائے کلمۂ اسلام کی توفیق ملتی رہتی ہے۔وہ مساجد بناتے ہیں،غرباء کی مدد کرتے ہیں اور دین اسلام کو پھیلانے کیلئے دینی کتب کی اشاعت بھی کرتے ہیں۔اِس قسم کی عمومی خدمات دینیہ کو حضرت مرزا صاحبؑ تجدید قرار نہیں دیتے بلکہ آپؑ کے مطابق حدیثِ مجددین کی روشنی میں تجدید دین سے مراد یہ ہے کہ ہر صدی کے سر پر اللہ تعالیٰ اُمت محمدیہ میں پیدا شدہ بدعتوں اور خرابیوں کی تجدید اور اصلاح کیلئے اپنے کسی برگزیدہ مومن بندے (یا جسے وہ برگزیدہ کرنا چاہتا ہے) کے دل پر وحی والہام نازل فرما کر پہلے اُسے ہدایت بخشے اور پھر اُسے بطور مجدد کھڑا کردے اور اُسے مامور فرمادے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ سورۃ الانبیاء کی آیت ۷۴ میں حضرت اسحاق اور یعقوب علیہم السلام کے حوالہ سے فرماتا ہے:۔

وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَإِقَامَ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءَ الزَّكَاةِ وَكَانُوا لَنَا عَابِدِينَ

(الانبیاء۔۷۴) اور ہم نے اُنہیں امام بنایا۔وہ ہمارے حکم سے (لوگوں کو) ہدایت دیتے تھے اور ہم اُنکی طرف نیک کام کرنے اور نماز قائم کرنے اور زکوۃ دینے کی وحی کرتے تھے۔اور وہ ہمارے عبادت گزار تھے۔

مجدد پہلے اللہ تعالیٰ سے ہدایت پاکر پھر بدعتوں اور خرابیوں کی تجدید اور اصلاح کیا کرتا ہے۔لیکن حضورؑ کا پوتا حافظ مرزا ناصر احمد صاحب تجدید دین کے سلسلہ میں فرینکفرٹ کی مسجد نور میں اپنے ۱۹ رمئی ۱۹۷۸ء کے خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں:۔

''باقی رہا تجدید دین کا کام تو وہ ہم میں سے ہر آدمی کر رہا ہے کوئی تھوڑے پیمانے پر کر رہا ہے کوئی بڑے پیمانے پر۔پس جماعت احمدیہ کا

ہر وہ فرد جو نبی کریم ﷺ کے اُسوہ حسنہ پر چلتے ہوئے دین اسلام کی خدمت میں وقف ہے پورے طور پر یا جزوی طور پر اور آپ کی سچی پیروی میں اپنی جان اور مال کی قربانی سے دریغ نہیں کرتا وہ درحقیقت تجدید دین ہی کا کام کر رہا ہوتا ہے۔'' (تین اہم خطبات صفحہ ۴۲ ۔بحوالہ الغلام ڈاٹ کم ۔ نیوز نمبر ۶۷)

عزیزم آنحضرت ﷺ کی حدیث مجددین سے حافظ مرزا ناصر احمد صاحب کے فرمودہ کے مطابق تجدید مراد لینا نہ صرف آنحضرت ﷺ کی حدیث مجددین کی معنوی تحریف ہے بلکہ یہ حکم وعدل حضرت مرزا غلام احمدؑ کے فرمودہ پر بھی حملہ ہے۔جس قسم کی خدمت دین کو حافظ مرزا ناصر احمد صاحب تجدید دین قرار دے رہے ہیں۔حدیثِ مجددین کی روشنی میں تجدید کے حوالہ سے اِس قسم کے کاموں کو حضرت حکم وعدل نہ صرف شیطانی راہوں کی تجدید کا نام دیتے ہیں بلکہ ایسے لوگوں کو دین کے رہزن بھی قرار دیتے ہیں۔جیسا کہ آپؑ اپنی کتاب فتح اسلام میں فرماتے ہیں:۔

''صرف رسمی اور ظاہری طور پر قرآن شریف کے تراجم پھیلانا یا فقط کتب دینیہ اور احادیث نبویہ کو اُردو یا فارسی میں ترجمہ کر کے رواج دینا یا بدعات سے بھرے ہوئے خشک طریقے جیسے زمانہ حال کے اکثر مشائخ کا دستور ہو رہا ہے سکھلانا یہ اُمور ایسے نہیں ہیں جن کو کامل اور واقعی طور پر تجدید دین کہا جائے بلکہ مؤخر الذکر طریق تو شیطانی راہوں کی تجدید ہے اور دین کا رہزن۔قرآن شریف اور احادیث صحیحہ کو دنیا میں پھیلانا بیشک عمدہ طریق ہے مگر رسمی طور پر اور تکلف اور فکر اور خوض سے کام کرنا اور اپنا نفس واقعی طور پر حدیث اور قرآن کا مورد نہ ہونا ایسی ظاہری اور بے مغز خدمتیں ہر ایک باعلم آدمی کر سکتا ہے اور ہمیشہ جاری ہیں۔اِن کو مجددیت سے کچھ علاقہ نہیں۔یہ تمام امور خدا تعالیٰ کے نزدیک فقط استخوان فروشی ہے اس سے بڑھ کر نہیں۔اللہ جلشانہ فرماتا ہے۔يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ o كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَالَا تَفْعَلُوْنَ۔ (الصّف۔ ۳، ۴) اور فرماتا ہے۔يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ لاَ يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ إِلَى اللهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُوْنَ (المائدہ۔۱۰۶) اَندھا اَندھے کو کیا راہ دکھاوے گا اور مجذوم دوسروں کے بدنوں کو کیا صاف کرے گا۔تجدید دین وہ پاک کیفیت ہے کہ اوّل عاشقانہ جوش کیساتھ اس پاک دل پر نازل ہوتی ہے کہ جو مکالمہ الٰہی کے درجہ تک پہنچ گیا ہو۔پھر دوسروں میں جلد یا دیر سے اِسکی سرایت ہوتی ہے۔جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجدّدیت کی قوت پاتے ہیں وہ نرے استخوان فروش نہیں ہوتے بلکہ وہ واقعی طور پر نائب رسول اللہ ﷺ اور روحانی طور پر آنجناب کے خلیفہ ہوتے ہیں۔خدا تعالیٰ اُنہیں ان تمام نعمتوں کا وارث بناتا ہے جو نبیوں اور رسولوں کو دی جاتی ہیں اور اُنکی باتیں از قبیل جوشیدن ہوتی ہیں۔نہ محض از قبیل کوشیدن۔اور وہ حال سے بولتے ہیں نہ مجرد قال سے۔اور خدا تعالیٰ کے الہام کی تجلی اُنکے دلوں پر ہوتی ہے اور وہ ہر ایک مشکل کے وقت روح القدس سے سکھلائے جاتے ہیں اور اُنکی گفتار اور کردار میں دنیا پرستی کی کی ملونی نہیں ہوتی کیونکہ وہ بکلی مصفّا کئے گئے اور تمام وکمال کھینچے گئے ہیں۔'' (فتح اسلام۔جلد ۳ صفحات ۶، ۷ حاشیہ)

عزیزم آنحضرت ﷺ کی ایک سچی حدیث کو جعلی اور مصنوعی قرار دینے اور تجدید کے سلسلہ میں حضرت حکم وعدل علیہ السلام کے پاکیزہ

فرمودہ کی تکذیب کرنے اور شیطانی راہوں کی تجدید کرنیوالوں اور دین کے رہزنوں کے ایسے افعال کو آپ بھلے دینی خدمت قرار دیتے پھریں لیکن کوئی بھی متقی اور دین کی بصیرت رکھنے والا انسان انہیں دینی خدمات قرار نہیں دے سکتا ہے۔ بقول حسرت موہانی ؎

خرد کا نام جنوں رکھ دیا، جنوں کا خرد　　جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

[ج] جناب مرزا طاہر احمد صاحب اپنے مورخہ ۲۷/اگست ۱۹۹۳ء کے خطبہ جمعہ میں (جبکہ خاکسار اُنکے آگے اپنا دعویٰ موعودز کی غلام مسیح الزماں کیساتھ کھڑا تھا) تجدید کے حوالہ سے جھوٹ بولتے ہوئے فرماتے ہیں:۔ ''دیکھیں صدی گزر گئی جس صدی کے سر پر یہ پراپیگنڈے کئے جارہے تھے۔ لیکن کوئی مجدد ظاہر نہیں ہوا۔ دوسری صدی شروع ہوگئی اور اسکے تیرہ سال گزر چکے ہیں اور چودھویں میں داخل ہورہے ہیں لیکن خلافت احمدیہ سے باہر کوئی مجدد ظاہر نہیں ہوا۔ پس خدا کی اس گواہی نے ہمیشہ کیلئے ان لوگوں کے پراپیگنڈے کو جھٹلا دیا ہے جو یہ کہا کرتے تھے کہ اب خلافت کے آخری سانس ہیں۔ اور تجدید کے دن آرہے ہیں۔ کسی مجدد کی تلاش کرو۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ایسے لوگ اگر سو سو سال کی عمریں بھی پائیں اور مرجائیں تو نامرادی کی حالت میں مریں گے اور کسی مجدد کا منہ نہیں دیکھیں گے۔ اُنکی اولادیں بھی لمبی عمریں پائیں اور مرتی چلی جائیں، اُن کی اولادیں بھی لمبی عمریں پائیں اور مرتی چلی جائیں۔ خدا کی قسم خلافت احمدیہ کے سوا کہیں اور مجددیت کا منہ نہ دیکھیں گی۔''

(۷) خاکسار جناب مرزا طاہر احمد صاحب کے آگے بطور موعودز کی غلام مسیح الزماں اور مجدد صدی پانزدہم اپنے دعویٰ کیساتھ کھڑا ہوا تھا اور وہ احمدیوں کے آگے یہ جھوٹ بولتے پھر رہے تھے کہ تم کبھی مجدد کا منہ نہیں دیکھو گے۔ عزیزم حدیث مجددین کے حوالہ سے اِس طرح کے جھوٹ بولنا اور احمدیوں کو گمراہ کرنا کیا یہ کوئی دینی خدمت تھی؟؟

[د] موجودہ سربراہ جناب مرزا مسرور احمد صاحب مورخہ ۱۰/جون ۲۰۱۱ء کے خطبہ جمعہ میں اِکتالیسویں منٹ پر اِرشاد فرماتے ہیں:۔۔۔

''نہ ہی قرآن میں اور نہ ہی حدیث میں مجددین کا ذکر ملتا ہے۔''

(۸) جناب مرزا مسرور احمد صاحب کا ایک سچی حدیث کا اس طرح کھلے عام انکار کرنا اور سفید جھوٹ بولنا کیا کوئی دینی خدمت ہے؟؟

(۹) جماعت احمدیہ میں ایک سو سال تک بغیر کسی عدالتی نظام کے حضورؑ کی روحانی اولاد پر حکومت کرنا اور اُن کیساتھ کیڑے مکوڑوں ایسا سلوک کرنا کیا کوئی دینی خدمت ہے؟؟

(۱۰) قرآن کریم کی واضح تعلیم لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ (بقرہ۔۲۵۷) کے برخلاف احمدیوں سے آزادی ضمیر اور اُسکے اظہار کا حق چھین لینا کیا کوئی دینی خدمت ہے؟؟

(۱۱) اختلافی نقطہ نظر رکھنے کی بدولت احمدیوں پر اخراج اور مقاطعہ ایسی ظالمانہ اور غیر شرعی سزائیں نافذ کرنا کیا کوئی دینی خدمت ہے؟؟

(۱۲) حضورؑ نے اپنی جماعت میں اشاعت اسلام اور دینی ضرورتوں کو پورا کرنے کیلئے صرف دو ہی چندے جاری کیے تھے۔ ایک چندہ عام اور دوسرا چندہ وصیت۔ ۱۹۱۴ء سے لے کر آج تک جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب اور آپکے جانشینوں کا حضورؑ کے نافذ کردہ

چندہ عام (بغیر کسی شرح کے) کو ۴۸ چندوں تک بڑھا کر غریب احمدیوں سے اَربوں ڈالر ہتھیا لینا کونسی دینی خدمت ہے؟؟

حکم وعدل حضرت مرزا غلام احمدؑ نے اپنے رسالہ الوصیت میں اپنی جماعت کے آگے ایک پروگرام پیش کیا تھا جس کا مقصد اعلائے کلمۂ اسلام اور شاعت توحید تھا۔ جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب اور آپکے جانشینوں نے ۱۹۱۴ء میں جماعت احمدیہ کی قیادت پر قبضہ کرنے کے بعد حضورؑ کے الوصیت کے پروگرام کو اپنے مذہبی اقتدار کو مستحکم کرنے اور دوام دینے کے علاوہ غریب احمدیوں کی جائیدادوں پر قبضہ کرنے کا ذریعہ بنالیا۔ جیسا کہ جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب جلسہ سالانہ ۱۹۴۲ء کے موقعہ پر اپنی تقریر بعنوان نظام نو میں فرماتے ہیں:۔۔۔ ''پھر یہ یاد رکھو کہ وصیّت صرف پہلی نسل کیلئے نہیں ہے بلکہ دوسری نسل کیلئے بھی ہے۔ اور اس سے بھی اِنہی قربانیوں کا مطالبہ ہے۔ اور چونکہ وصیّت سے دنیا کے سامنے جنّت پیش کی جارہی ہے اگلی نسل اس کو لینے سے کس طرح انکار کرے گی پس دوسری نسل پھر اپنی خوشی سے بقیّہ جائیداد کا ۱۰/۱ سے ۳/۱ حصّہ قومی ضرورتوں کیلئے دیدے گی اور پھر تیسری نسل اور پھر چوتھی نسل بھی ایسا ہی کرے گی اور اس طرح چند نسلوں میں ہی احمدیوں کی جائیدادیں نظامِ احمدیت (یعنی خاندانِ مغلیہ۔ ناقل) کے قبضہ میں آجائیں گی۔'' (انوار العلوم جلد ۱۶ نظام نو صفحہ ۹۵)

حکم وعدل حضرت مرزا غلام احمد صاحبؑ مذہب کے بھیس میں لوگوں کو لوٹنے اور دنیا کمانے والوں کے متعلق فرماتے ہیں:۔۔ ''بعض لوگ تو کھلے طور پر طالب دنیا ہیں اور اُنکی ساری کوششیں اور تگ ودو دنیا تک محدود ہے۔ لیکن بعض ہیں تو اسی مردار دنیا کے طلب گار۔ مگر وہ اس پر دین کی چادر ڈالتے ہیں۔ جب اس چادر کو اُٹھایا جاوے تو وہی نجاست اور بدبو موجود ہے۔ یہ گروہ پہلے گروہ کی نسبت زیادہ خطرناک اور نقصان رساں ہے۔ اکثر لوگ جب ان دینداروں کی حالت کو دیکھتے ہیں تو وہ دہریئے ہوجاتے ہیں۔'' (ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۱۴۱)

(۱۳) مذہب اور خلافت کے نام پر غریب احمدیوں کو لوٹنا اور اُنہیں اپنا غلام بنالینا کونسی دینی خدمت ہے؟

عزیزم اب آپ خود ہی فیصلہ کرلیں کہ مذکورہ بالا جرائم کیا کوئی دینی خدمات ہیں؟؟ اگر محمودی خلفاء نے اس قسم کے جرائم کا ارتکاب نہ کرنا ہوتا تو پھر ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں نشان رحمت اورزکی غلام کی بشارت کا کوئی جواز ہی نہیں تھا؟؟

قادیانی خلفاء کے تراجم کی حقیقت:۔ قرآن کریم کے تراجم اور قرآن کریم کے علم کے سلسلہ میں گذارش ہے کہ قرآن کریم کا ترجمہ سیکھ لینا یا قرآن کریم کی تفسیر کردینا۔ یہ ایک نیک کام ہے اور اسکی قدر کرنی چاہیے لیکن اس سے یہ کس طرح ثابت ہوگیا کہ مترجم یا مفسر پر قرآن کریم کے علم کا انکشاف بھی ہوا ہے؟ ہر مترجم یا مفسر کے متعلق آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ اُسے قرآن کریم کا علم بھی حاصل ہوگیا ہے کیونکہ قرآن کریم کا ترجمہ یا تفسیر کردینا ایک اور بات ہے لیکن قرآن کریم کے علم کا کسی پر انکشاف ہونا ایک دوسری بات ہے۔ قرآن کریم ایک بند کتاب ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ ۔ فِي كِتَابٍ مَّكْنُونٍ ۔ لَّا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ (واقعہ۔ ۷۸، ۷۹، ۸۰) یقیناً یہ ایک عزت والا قرآن ہے۔ ایک چھپی ہوئی کتاب میں۔ اِسکی حقیقت کو مطہرین پاتے ہیں۔

قرآن کریم کا علم اللہ تعالیٰ کے سکھانے سے ملتا ہے۔ اگر آپ سمجھنا چاہیں تو خاکسار آپکے سمجھانے کیلئے ایک مثال پیش کرتا ہے۔ عالم اسلام

میں حیات مسیح سے متعلق ایک غلط عقیدہ صدیوں سے چلا آ رہا تھا اور حضرت مرزا صاحب سے پہلے اُمت میں اگرچہ ہزاروں مترجم اور مفسر ہوگزرے تھے لیکن کسی مفسر کو اس حقیقت کا علم نہ ہوا کہ قرآن کریم کے مطابق حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔ یہ قرآن کریم کا علم تھا جو حضرت مرزا صاحب سے پہلے اُمت محمدیہ کے کسی مفسر قرآن پر نہ کھلا۔ اور کھلتا بھی کیسے کیونکہ قرآن کریم کا علم عقل کی بجائے اللہ تعالیٰ کے سکھانے سے حاصل ہوتا ہے۔ میں نے کہیں کسی ولی اللہ کے متعلق پڑھا ہے کہ اُنکے بقول قرآن کریم کا علم تب حاصل ہوتا ہے جب یہ عظیم الشان اِلہامی کلام کسی بندے پر اُسی طرح نازل ہو جس طرح یہ اِلہامی کلام حضرت محمد مصطفٰے ﷺ کے پاک دل پر نازل ہوا تھا۔ خاکسار اپنے ذاتی تجربے کی روشنی میں آپ کو بتاتا ہے کہ یہ وہ صورتحال ہے جس میں قرآن پاک کی آیات کسی بندے پر اپنے معانی کھولنا شروع کر دیتی ہیں اور اُس بندے کو ایسا محسوس ہونے لگتا ہے جیسے قرآن کریم کی آیات اُس سے محوِ گفتگو ہیں۔

جہاں تک جناب خلیفہ ثانی صاحب کے تفسیر صغیر اور تفسیر کبیر لکھنے کا تعلق ہے تو اُنہوں نے یہ اچھا کام کیا تھا اور ہم اسکی قدر کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ کام اُنکے موعود لڑکا ہونے کی نشانی تو ہوسکتا ہے لیکن موعود زکی غلام (مصلح موعود) ہونے کا ثبوت ہرگز نہیں۔ مزید برآں یہ بھی واضح رہے کہ خلیفہ ثانی صاحب کا تفسیر صغیر اور تفسیر کبیر لکھنا اُنکے علم قرآن کا ثبوت نہیں ہوسکتا۔ اِسکی درج ذیل وجوہات ہیں۔

(۱) خلیفہ ثانی صاحب کی تفسیر کبیر قرآن کریم کی ۱۱۴ سورتوں میں سے ۵۷ سورتوں کی ایک نامکمل تفسیر ہے۔ آپ یا جماعتی مولویوں نے سابقہ مفسرین اُمت کی تفاسیر کو پڑھ کر اور اِن سے استفادہ کر کے یہ ایک نامکمل تفسیر کبیر لکھی ہے۔ اُمت محمدیہ میں ایسے ہزاروں مفسر ہوگزرے ہیں جنہوں نے اپنی اپنی فہم وفراست کے مطابق قرآن کریم کے تراجم اور تفاسیر بھی لکھی ہیں۔ اِنہی مفسروں میں سے ایک نام حضرت فخر الدین رازیؒ (۱۱۴۹۔۱۲۰۹) کا بھی ہے۔ آپؒ نے قرآن کریم کی انتہائی جامع اور مکمل تفسیر (تفسیر کبیر رازی) لکھی ہے جو کہ اَٹھتیس (۳۸) جلدوں پر مشتمل ہے۔ سابقہ مفسرین اُمت اور خاص کر حضرت فخر الدین رازیؒ کے بالمقابل جناب خلیفہ ثانی صاحب کی اس میں کیا بڑائی ہے اور ایک نامکمل تفسیر کبیر لکھ کر یا مولویوں سے لکھوا کر وہ اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق کیسے ہوگئے؟

(۲) جماعت احمدیہ قادیان میں دو (۲) مولویوں کا ایک مشہور واقعہ ہے اور ڈھونڈنے پر آپ کو اپنے ماحول میں بھی اس واقعہ کے گواہ مل سکتے ہیں۔ روایت ہے کہ خلیفہ ثانی صاحب نے قرانی آیات کے لغوی معانی اور دیگر تفصیلات لکھنے کا کام مولوی محمد صدیق صاحب اور مولوی ابوالمنیر نورالحق صاحب (یہ مولوی پاوا کے نام سے مشہور تھے) کے ذمے لگایا ہوا تھا۔ یہ دونوں مولوی دن رات مفوضہ کام کرتے تھے اور جب کوئی سورت مکمل ہوجاتی تھی تو یہ اپنے نوٹس خلیفہ ثانی صاحب کی خدمت میں پیش کر دیتے تھے۔ بعدازاں مولویوں کے یہ نوٹس خلیفہ ثانی کی تفسیر کبیر کے نام پر چھپتے تھے۔ ایک دن مولوی ابوالمنیر نورالحق صاحب نے مولوی محمد صدیق صاحب سے رازدارانہ انداز میں کہا کہ تفسیر کا یہ کام تو ہم کرتے ہیں لیکن یہ ہمارا علمی کام خلیفہ ثانی صاحب کے نام پر تفسیر کبیر کے رنگ میں چھپتا ہے۔ مولوی محمد صدیق صاحب نے اپنے ساتھی مولوی کی شکایت خلیفہ ثانی صاحب کے آگے لگا دی۔ خلیفہ ثانی صاحب نے دونوں مولویوں کو بلایا اور پہلے مولوی محمد صدیق صاحب سے پوچھا کہ کیا مولوی ابوالمنیر نورالحق نے یہ بات (تفسیر کا کام تو ہم کرتے ہیں لیکن یہ ہمارا علمی کام خلیفہ

ثانی صاحب کے نام پر تفسیر کبیر کے رنگ میں چھپتا ہے) تم سے کہی ہے۔ جواباً مولوی محمد صدیق صاحب نے قسم اُٹھا کر بتایا کہ مولوی ابوالمنیر نورالحق نے میرے ساتھ یہ بات کی ہے۔ پھر مولوی ابوالمنیر نورالحق صاحب سے پوچھا گیا کہ آپ نے یہ بات مولوی محمد صدیق صاحب سے کہی ہے۔ جواباً مولوی ابوالمنیر نورالحق صاحب نے بھی قسم اُٹھا کر اس بات کی تردید کردی۔ اس پر خلیفہ ثانی صاحب نے دونوں مولویوں سے کہا کہ اب تم دونوں چلے جاؤ۔ یہ جماعت احمدیہ محمود میں ایک مشہور واقعہ ہے اور ڈھونڈنے پر آج بھی اس واقعہ کے کئی گواہ مل سکتے ہیں۔ جناب خلیفہ ثانی صاحب کی تفسیر صغیر اور تفسیر کبیر کی حقیقت اور اُنکی دینی خدمت کی اصل حقیقت یہی ہے۔

(۳) جس طرح حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام سے پہلے اُمت محمدیہ میں ہزاروں نیک مسلمان ایسے ہوگزرے تھے جنہوں نے قرآن کریم کی تفاسیر لکھی تھیں لیکن حضرت مرزا صاحب سے پہلے کسی مفسر کو یہ علم نہ ہوسکا کہ حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام فوت ہوچکے ہیں اور قرآن کریم کی تیس (۳۰) آیات اس حقیقت پر کھلی دلیل ہیں۔ اور یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیشگوئی مسیح موعود کا مصداق اُمت محمدیہ کا کوئی اُمتی فرد ہے جو موسوی مسیح عیسیٰ ابن مریم کی خُو بُو اور آپکے رنگ میں رنگین ہوکر آئے گا۔ یہ حقیقت اور یہ علم قرآن اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحب علیہ السلام پر کھولا جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیشگوئی مسیح موعود کے مصداق تھے۔ بعینہٖ اس عاجز سے پہلے ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود کی حقیقت جماعت احمدیہ میں کسی احمدی پر آشکار نہ ہوئی اور آشکار ہوتی بھی کیسے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس اِلہامی پیشگوئی کا علم اِس پیشگوئی کے مصداق کے مقدر میں لکھ رکھا تھا۔ خلیفہ ثانی صاحب تفسیر کبیر تو لکھتے یا لکھواتے رہے لیکن اُنہیں یہ پتہ نہ چلا کہ وہ زکی غلام سے متعلقہ جس اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود کا دعویٰ کررہے ہیں وہ موعود زکی غلام تو محمدی مریم حضرت مرزا غلام احمدؑ کے گھر میں بطور جسمانی لڑکا پیدا ہی نہیں ہوا تھا۔ میرا سوال ہے کہ اگر خلیفہ ثانی صاحب کو اس حقیقت کا علم ہی نہ ہوا کہ وہ تو پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت سے ہی باہر ہیں تو پھر خلیفہ ثانی صاحب کے علم قرآن اور اُنکی تفسیر کبیر کی کیا حقیقت ہوسکتی ہے؟؟

(۴) جناب مرزا ناصر احمد صاحب نے قرآن کریم کا کوئی ترجمہ نہیں کیا تھا۔

(۵) جناب مرزا طاہر احمد صاحب کے ترجمہ قرآن کریم کا بھی وہی حال ہے جو جناب خلیفہ ثانی صاحب کے ترجمہ اور تفسیر قرآن کا ہے۔ جناب خلیفہ رابع صاحب کے نام پر جو قرآن کریم کا ترجمہ چھپا ہوا ہے وہ بھی مولویوں کا ہی کیا ہوا ہے۔ جیسا کہ جناب مرزا طاہر احمد صاحب اپنے ترجمہ شدہ قرآن کریم کے شروع میں بعنوان ''**اِظہار تشکر**'' لکھتے ہیں:۔۔۔

''قرآن کریم کا جو یہ ترجمہ پیش کیا جارہا ہے اِسکی تیاری میں میرے ساتھ یہاں لندن میں علماء کی ایک ٹیم نے مسلسل کام کیا ہے۔ اسی طرح مرکز سلسلہ ربوہ میں بھی علماء کی ایک ٹیم مکرم سیّد عبدالحی صاحب (ناظر اشاعت) کی قیادت میں ترجمہ پر نظر ثانی کرکے قیمتی مشوروں اور آراء سے میری معاونت کرتی رہی ہے۔ اِن سب کی اگر اجتماعی مدد میرے ساتھ نہ ہوتی تو مجھ اَکیلے کیلئے یہ کام ممکن نہیں تھا کیونکہ ترجمہ کے سلسلہ میں ایک تو بہت سے الفاظ کی گہری لغوی تحقیق کرانی پڑتی تھی۔ جس کے لیے ہمارے یہاں کے دو ماہرین فن علماء مکرم عبدالمومن صاحب طاہر اور مکرم عبدالمجید صاحب عامر نے بڑا قابل قدر کام کیا ہے۔ مختلف حوالہ جات کی تلاش میں پرائیویٹ سیکرٹری مکرم منیر احمد

صاحب جاوید نے بڑی محنت کیساتھ اس تمام کام کے دوران غیر معمولی خدمت کی توفیق پائی ہے۔خدمت کرنیوالے دیگر معاونین میں ایک تو ربوہ کی ٹیم ہے جس میں مکرم صوفی بشارت الرحمن صاحب اور مکرم مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب دونوں کو اپنی وفات تک اور مکرم سیّد عبدالحی صاحب، مکرم سیّد میر محمود احمد صاحب، مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد اور مکرم مولانا جمیل الرحمن صاحب رفیق کو خاص خدمت کی توفیق ملی۔ اِن سب نے بڑی باریک نظر سے کام کیا۔لندن کی ٹیم میں مکرم نصیر احمد صاحب قمر اور مکرم عبدالماجد صاحب طاہر، اسی طرح مکرم منیرالدین صاحب شمس کو بھی قابل قدر خدمت کی توفیق ملی ہے۔ یہ سب لوگ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسلسل میرے ساتھ شامل رہے۔ فَجَزَاهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ الْجَزَآءِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ۔ اِن سب کی معاونت سے حتی المقدور یہ کوشش کی گئی ہے کہ قرآن کریم کا ایک ایسا ترجمہ تیار ہوجائے جو اپنے رنگ میں تفسیر کا بھی قائم مقام ہوتا کہ غور کرنے والے اس میں سے مطالب نکال سکیں۔ اللہ کرے کہ یہ ترجمہ ایک بھاری اکثریت کیلئے قرآن کریم سمجھنے، سمجھانے اور اِسکی محبت دلوں میں بٹھانے کا موجب بنے۔۔۔خاکسار مرزا طاہر احمد امام جماعت احمدیہ عالمگیر''

عزیزم مذکورہ اظہار تشکر اس حقیقت کا قطعی ثبوت ہے کہ قرآن کریم کا جو ترجمہ جناب مرزا طاہر احمد صاحب کے نام پر چھپا ہوا ہے وہ درجنوں مولویوں اور اہل علم حضرات کی اجتماعی محنت اور کوششوں کا نتیجہ ہے۔تو پھر قرآن کریم کے ایسے ترجمے کو جناب مرزا طاہر احمد صاحب کا ترجمہ کیسے کہہ سکتے ہیں؟ اس کا صاف مطلب ہے کہ جناب مرزا طاہر احمد صاحب نے بھی قرآن کریم کا کوئی ترجمہ نہیں کیا بلکہ یہ کام جناب مرزا طاہر احمد صاحب کے نام پر دیگر اہل علم حضرات نے ہی کیا ہوا ہے۔

(۶) جناب مرزا مسرور احمد صاحب کا بھی یہی حال ہے۔اُسکے سارے کام بھی مولوی حضرات ہی کرتے ہیں۔تو پھر قران کریم کے تراجم اِن قادیانی خلیفوں کی دینی خدمات کس طرح ہوسکتی ہے؟؟

عزیزم ایک صدی قبل تصنیف وتالیف کا جو کام حضرت مرزا غلام احمدؑ نے کیا تھا۔ یہ آپکا کام تھا۔آپؑ کے تصنیف وتالیف کے کام میں کسی مولوی یا کسی اور عالم کا کوئی عمل دخل نہیں تھا۔آج جو کچھ خاکسار کررہا ہے۔وہ بھی خاکسار کی محنت اور کوششوں کا نتیجہ ہے۔خاکسار نے بھی کبھی کسی سے کوئی مدد حاصل نہیں کی اور نہ ہی خاکسار کی کوئی مدد کرسکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ جن لوگوں کو بنی نوع انسان کی ہدایت اور اصلاح کیلئے مامور فرمادیتا ہے تو ایسے لوگوں کے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا کہ وہ اپنے اصلاحی مشن کو چھوڑ کر قرآن کریم کا ترجمہ اور تفسیر لکھنے بیٹھ جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت بانئے جماعتؑ نے نہ قرآن کریم کا مکمل ترجمہ کیا اور نہ ہی کوئی تفسیر لکھی تھی۔ہاں اپنے تصنیفات میں مختلف مواقع پر قرآن کریم کی آیات کے ترجمے اور تفسیر کرتے رہتے تھے۔خاکسار بھی اب اسی طرح کرتا ہے۔اور مزید یہ درست ہے کہ خاکسار نے بچپن میں کسی سے قرآن کریم ناظرہ نہیں پڑھا تھا لیکن خاکسار نے دوران تعلیم نہ صرف قرآن کریم پڑھنا سیکھا بلکہ قرآن کریم کے الفاظ کے معانی بھی سیکھے ہیں۔ چونکہ احمدی علماء کے قرآن کریم کے تراجم میں کوئی زیادہ فرق نہیں ہے لہٰذا بعض اوقات وقت بچانے کے لیے خاکسار کسی احمدی مترجم کا ترجمہ پڑھ دیتا تھا یا اپنے مضامین میں نقل کردیتا تھا تو یہ کونسی قابل اعتراض بات تھی؟؟ اب چند سال سے

خاکسار نے کسی کا ترجمہ پڑھنا اور لکھنا کلیۃً چھوڑ دیا ہوا ہے۔ اب خاکسار اپنی تقریر و تحریر میں اپنا ہی ترجمہ پڑھتا اور لکھتا ہے۔

[۴] **قولہٗ**:۔۔۔ ''کیا ۲۰۰۳ء کے کسوف وخسوف کی آپکی طرف کوئی پیشگوئی تھی؟''

اقولُ:۔۔۔ ''عَنْ مُحَمَّدِبْنِ عَلِیٍّ قَالَ:اِنَّ لِمَهْدِیِّنَا اٰیَتَیْنِ لَمْ تَکُوْنَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ تَنْکَسِفُ الْقَمَرُ لِاَوَّلِ لَیْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ وَتَنْکَسِفُ الشَّمْسُ فِی النِّصْفِ مِنْهُ وَ لَمْ تَکُوْنَا مُنْذُ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوَاتِ وَ الْاَرْضَ۔'' (سنن دارقطنی کتاب العیدین) حضرت امام محمد باقر (حضرت امام علی زین العابدین کے صاحبزادے اور حضرت امام حسینؓ کے پوتے) روایت کرتے ہیں کہ ہمارے مہدی کی سچائی کے دو نشان ایسے ہیں کہ جب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے وہ کسی کی سچائی کیلئے اس طرح ظاہر نہیں ہوئے۔ چاند کو اسکے گرہن کی تاریخوں میں سے پہلی تاریخ (یعنی ۱۳ رمضان) کو گرہن ہوگا اور سورج کو اسکے گرہن کی تاریخوں میں سے درمیانی تاریخ (یعنی ۲۸ رمضان) کو گرہن ہوگا اور جب سے اللہ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا، اِن دونوں کو اس سے پہلے بطور نشان کبھی گرہن نہیں ہوا۔ ایک صدی قبل کسوف وخسوف سے متعلقہ آنحضرت ﷺ کی یہ پیشگوئی حضرت مرزا غلام احمدؑ کے دعویٰ کے بعد لفظ بلفظ پوری ہوئی تھی۔ آنحضرت ﷺ کی کسوف وخسوف کی پیشگوئی سے ملتی جلتی نشانیاں موسوی زکی غلام حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی بعثت ثانیہ کے حوالہ سے بھی موجود ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

(۱) ''سورج اور چاند تاریک اور ستارے بے نور ہو جائیں گے (پرانا عہد نامہ۔ کتاب یوایل۔ باب ۲ آیت ۱۱)

(۲) ''سورج اور چاند تاریک ہو جائیں گے اور ستاروں کا چمکنا بند ہو جائے گا۔'' (پرانا عہد نامہ۔ کتاب یوایل۔ باب ۳۔ آیات ۱۵)

(۳) (الف) ''مگر اُن دنوں میں اُس مصیبت کے بعد سورج تاریک ہو جائے گا اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا۔ اور آسمان سے ستارے گرنے لگیں گے اور جو قوتیں آسمان میں ہیں وہ ہلائی جائیں گی۔ اور اُس وقت لوگ ابن آدم کو بڑی قدرت اور جلال کیساتھ بادلوں میں آتے دیکھیں گے۔ اُس وقت وہ فرشتوں کو بھیج کر اپنے برگزیدوں کو زمین کی انتہا سے آسمان کی انتہا تک چاروں طرف سے جمع کرے گا۔'' (نیا عہد نامہ۔ مرقس، باب ۱۳، آیات، ۲۴ تا ۲۷)

(۴) ایک دوسری جگہ پر حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اپنی آمد ثانی کے متعلق فرماتے ہیں۔۔۔ ''اور سورج اور چاند اور ستاروں میں نشان ظاہر ہونگے اور زمین پر قوموں کو تکلیف ہوگی کیونکہ وہ سمندر اور اُسکی لہروں کے شور سے گھبرا جائیں گی۔ اور ڈر کے مارے اور زمین پر آنیوالی بلاؤں کی راہ دیکھتے دیکھتے لوگوں کی جان میں جان نہ رہے گی۔ اسلئے کہ آسمان کی قوتیں ہلائی جائیں گی۔ اُس وقت لوگ ابن مریم کو قدرت اور بڑے جلال کیساتھ بادل میں آتے دیکھیں گی۔ اور جب یہ باتیں ہونے لگیں تو سیدھے ہو کر سر اُوپر اُٹھانا اسلئے کہ تمہاری مخلصی نزدیک ہوگی۔'' (لوقا، باب ۲۱ آیات، ۲۵ تا ۲۸)

خاکسار نے اپنے خطبات جمعہ اور مضامین میں بھی اکثر کہا اور لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق آپکے بعد اُمت میں ظہور اور نزول فرمانے والے دونوں وجود (موعود امام مہدی اور موعود مسیح عیسیٰ ابن مریم) اپنی اپنی صدیوں کے موعود مجدد ہونے کے ساتھ ساتھ

اپنے اپنے وقت کے امام مہدی اور مسیح موعود بھی ہوں گے۔خاکسار نے سب سے پہلے اپنا دعویٰ موعود زکی غلام مسیح الزماں اپریل ۱۹۹۳ء کے شروع میں جناب خلیفہ رابع صاحب کے آگے پیش کیا تھا۔دوبارہ مورخہ ۲۲ر فروری ۱۹۹۷ء کو جناب خلیفہ رابع کے آگے اپنے مقدمہ کی خوب وضاحت کردی گئی۔بالآخر ۱۰ر جون ۲۰۰۲ء کو تیسری دفعہ اپنے موعود زکی غلام مسیح الزماں ہونے کے دعویٰ کو مزید وضاحت کیساتھ پیش کردیا گیا۔اور پھر اگلے سال ۲۰۰۳ء میں حضرت مرزا صاحبؑ کے کسوف وخسوف کے ۱۰۹ سال کے بعد آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کسوف وخسوف کا نشان سہ بارہ آسمان پر ظاہر ہوگیا۔اگر بانئے جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمدؑ کے دعویٰ موعود مہدی کے بعد آنحضرت ﷺ کی کسوف وخسوف کی پیشگوئی کے مطابق ظاہر ہونیوالا نشان حضرت مرزا صاحبؑ کی صداقت کیلئے ایک چمکتا ہوا نشانِ آسمانی تھا۔تو پھر خاکسار کے دعویٰ کے بعد آنحضرت ﷺ کی کسوف وخسوف کی پیشگوئی کے مطابق ماہ رمضان میں آسمان پر ظاہر ہونیوالا نشان خاکسار کی صداقت کیلئے ایک چمکتا ہوا نشانِ آسمانی کیوں نہیں ہے؟؟ آپکے سوال کے جواب میں گذارش ہے کہ خاکسار کے دعویٰ کے بعد آنحضرت ﷺ کی کسوف وخسوف کی پیشگوئی کے مطابق نومبر ۲۰۰۳ء میں ماہِ رمضان میں آسمان پر ظاہر ہونے والے اِس نشانِ آسمانی کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاکسار کو پہلے اطلاع بخش دی گئی تھی۔

[۵] **قولہٗ**:۔۔''اگر آپکا مصلح موعود کا دعویٰ درست ہے تو آپکے خیال میں جماعت احمدیہ قادیانی کے موجودہ خلیفہ کو کیا کرنا چاہیے؟''

قادیانی خلیفہ جناب مرزا مسرور احمد صاحب کی ذمہ داری

اقولُ:۔۔۔عزیزم خاکسار تو یقیناً اپنے دعویٰ مصلح موعود میں سچا ہے لیکن جماعت احمدیہ قادیان کے خلفاء سمجھتے ہیں اور ایمان رکھتے ہیں کہ جناب خلیفہ ثانی صاحب کا دعویٰ مصلح موعود ہی سچا تھا۔موعود مصلح ایک ہے لیکن اِس ایک پیشگوئی کے مصداق ہونے کے دعویدار دو ہیں۔اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ دونوں مدعیوں میں سے کس کا دعویٰ سچا ہے؟ اگر خلیفہ ثانی صاحب کا دعویٰ مصلح موعود سچا تھا تو پھر نعوذ باللہ خاکسار کا دعویٰ سچا نہیں ہوسکتا لیکن اگر خاکسار اپنے دعویٰ مصلح موعود میں سچا ہے تو پھر خلیفہ ثانی صاحب کا دعویٰ مصلح موعود یقیناً جھوٹا تھا۔خاکسار نے اپریل ۱۹۹۳ء کے شروع میں جناب خلیفہ رابع صاحب کے آگے اپنا دعویٰ پیش کیا تھا لیکن اُنہوں نے اپنی وفات تک خاکسار کا دعویٰ جماعت احمدیہ قادیان میں چھپائے رکھا۔مزید برآں مرزا منصور احمد صاحب کی وفات کے موقعہ پر اپنے مورخہ ۱۲ر دسمبر ۱۹۹۷ء کے خطبہ جمعہ (تذکرہ صفحات ۹۰۹، ۶۱۰) میں اُنہوں نے جناب مرزا مسرور احمد صاحب کے متعلق اپنے جانشین ہونے کا بالوسطہ عندیا اپنے ملازموں کی مجلس انتخاب کو دے دیا تھا۔تبھی جناب مرزا طاہر احمد صاحب کی تدفین سے پہلے آپکا ۱۲ر دسمبر ۱۹۹۷ء کا خطبہ جمعہ ایم ٹی اے پر بار بار دہرایا (repeat) گیا تھا۔عزیزم اللہ تعالیٰ کسی تنازعہ کے سلسلہ میں ہم مومنوں کو یہ نصیحت فرماتا ہے:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَالِكَ خَيْرٌ وَّأَحْسَنُ تَأْوِيلاً (النساء:۶۰) اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی طاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے حکام کی بھی۔پھر اگر تم کسی معاملہ میں اختلاف کرو تو ایسے معاملے اللہ اور رسول کی طرف

لَوٹا دیا کرو اگر تم واقعی اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ بہت بہتر ہے اور انجام کے لحاظ سے (بھی) بہت اچھا ہے۔

جناب مرزا طاہر احمد صاحب اپنے ترجمہ شدہ قرآن میں اس آیت کے ترجمہ کیساتھ ایک نوٹ میں فرماتے ہیں:۔۔۔''دوسرے یہ کہ جو مسلمان حاکم ہو اِس سے کسی معاملہ میں تنازعہ کا کیا سوال ہے جس کو اللہ اور رسول کی طرف لوٹایا جائے۔ یہاں اللہ اور رسول سے واضح مراد قرآنی تعلیم ہے۔ پس کوئی بھی حاکم ہو، مسلم ہو یا غیر مسلم، اگر قرآن کی بنیادی تعلیم کے خلاف عمل کرنے کا حکم دے تو ایسی صورت میں قرآن کی بات ماننا ہوگی نہ کہ حاکم کی۔'' (جناب خلیفہ رابع صاحب کا ترجمہ شدہ قرآن کریم صفحہ ۱۴۰)

اب جبکہ میثاق النبیین کے مطابق جماعت احمدیہ میں حضرت مرزا صاحبؑ کی ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی موجود ہے اور ساتھ ہی خاکسار کا دعویٰ مصلح موعود (موعود زکی غلام مسیح الزماں) بھی جماعت احمدیہ قادیان میں عرصہ ۲۴ سال سے موجود ہے۔ اگر جناب خلیفہ ثانی صاحب کا دعویٰ مصلح موعود سچا تھا تو تقویٰ کا یہ تقاضا تھا کہ موجود خلیفہ جناب مرزا مسرور احمد صاحب یا اِن سے پہلے جناب مرزا طاہر احمد صاحب خاکسار کے دعویٰ کے بعد جماعت احمدیہ قادیان کی عالمی مجلس شوریٰ کا خصوصی اجلاس بلاتے۔ خاکسار کو بھی اپنے دعویٰ کیساتھ اس عالمی مجلس شوریٰ کے اجلاس میں بلایا جاتا۔ جماعت احمدیہ قادیان کے علماء اور خاکسار اس عالمی مجلس شوریٰ کے اجلاس میں الہامی پیشگوئی مصلح موعود کے حوالہ سے اپنا اپنا مؤقف پیش کرتے اور پھر سورۃ النساء کی آیت ۶۰ کی روشنی میں ہم دونوں مدعیان کے درمیان انصاف کیساتھ الہامی پیشگوئی مصلح موعود کے سچے مصداق ہونے کا فیصلہ کرکے اِس کا اعلان کردیا جاتا۔ الٰہی حکم کے مطابق فیصلہ کرنے کیلئے خاکسار ہر وقت تیار ہے لیکن نہ جناب مرزا طاہر احمد صاحب نے یہ کام کیا اور نہ ہی قادیانی جماعت کا موجود سربراہ اِس کام کیلئے تیار ہے۔

حضرت مرزا غلام احمدؑ مورخہ ۲/اکتوبر ۱۸۹۱ء کو اپنے ایک اِشتہار میں دہلی کے علماء کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''تیسری شرط یہ کہ بحث وفات حیات مسیح میں ہو۔ اور کوئی شخص قرآن کریم اور کتب حدیث سے باہر نہ جائے۔ مگر صحیحین کو تمام کتب حدیث پر مقدم رکھا جائے اور بخاری کو مسلم پر کیونکہ وہ اَصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔ اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر مسیح ابن مریم کی حیات طریقہ مذکورۂ بالا سے جو واقعات صحیحہ کے معلوم کرنے کیلئے خیر الطرق ہے، ثابت ہوجائے تو میں اپنے اِلہام سے دستبردار ہوجاؤں گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ قرآن کریم سے مخالف ہوکر کوئی اِلہام صحیح نہیں ٹھہر سکتا۔ پس کچھ ضرور نہیں کہ میرے مسیح موعود ہونے میں الگ بحث کی جائے۔ بلکہ میں حلفاً اِقرار کرتا ہوں کہ اگر میں ایسی بحث میں وفات عیسیٰ میں غلطی پر نکلا تو دوسرا دعویٰ خود چھوڑ دوں گا۔ اور اِن تمام نشانوں کی پروا نہیں کروں گا جو میرے اِس دعوے کے مصدق ہیں۔ کیونکہ قرآن کریم سے کوئی حجت بڑھ کر نہیں۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد ا صفحہ ۲۳۵ تا ۲۳۶)

عزیزم:۔ آج خاکسار بھی جماعت احمدیہ قادیان کے خلیفہ جناب مرزا مسرور احمد صاحب سے یہی کہتا ہے کہ وہ اپنی جماعت احمدیہ کی عالمی مجلس شوریٰ کا خصوصی اجلاس بلائیں اور اِس اجلاس میں حضرت مرزا صاحبؑ کی طرح خاکسار کا بھی قادیانی خلیفہ صاحب اور قادیانی علماء سے یہی سوال ہوگا کہ اگر یہ ثابت ہوجائے کہ ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی مصلح موعود میں بشارت دیا گیا زکی غلام محمدی مریم حضرت مرزا غلام احمدؑ کے گھر میں بطور جسمانی لڑکا پیدا ہوا تھا اور وہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ہیں یا یہ ثابت ہوجائے کہ موعود زکی

غلام حضورؑ کے گھر میں بطور مثیل مبارک احمد پیدا ہوا تھا اور وہ بشیر الدین محمود احمد صاحب تھے۔ تو اِسکے بعد خاکسار اپنے آقا حضرت مرزا غلام احمدؑ کی سنت کی پیروی کرتے ہوئے اپنے موعودز کی غلام مسیح الزماں ہونے کے دعویٰ پر نظر ثانی کرلے گا۔ لیکن اگر یہ ثابت ہوجاتا ہے کہ موعودز کی غلام (مصلح موعود) محمدی مریم حضرت مرزا غلام احمدؑ کے گھر میں بطور جسمانی لڑکا پیدا ہی نہیں ہوا تھا تو پھر حضرت مرزا غلام احمدؑ کے کسی لڑکے یا جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا دعویٰ مصلح موعود (موعودز کی غلام مسیح الزماں) سچا کس طرح ہوسکتا ہے؟؟

عزیزم:۔ موجودہ قادیانی خلیفہ جناب مرزا مسرور احمد صاحب کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی عالمی مجلس شوریٰ کا اجلاس بلا کر یہ کام کریں۔ اب سوال ہے کہ کیا وہ اپنی اس منصبی ذمہ داری سے عُہدہ برآء ہونے کیلئے تیار ہیں؟ مجھے کامل یقین ہے کہ وہ یہ کام ہرگز نہیں کرینگے کیونکہ اُنہیں اچھی طرح علم ہے کہ اُنکے نانا جان جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا دعویٰ مصلح موعود قطعی طور پر جھوٹا تھا لہٰذا وہ یہی کام کرسکتے تھے اور اُنہوں نے یہی کام کیا کہ خاکسار اور میرے اہل وعیال اور میرے دیگر ساتھیوں کا حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ کی جماعت احمدیہ سے ہمارا اخراج اور مقاطعہ کرکے ہمیں جماعت سے باہر بٹھا دیا جائے اُسی طرح جیسے کہ حضرت مرزا صاحبؑ، آنحضرت ﷺ، عیسیٰ، موسیٰ، ابراہیم اور نوح علیہم السلام وغیرہ سب نبیوں کا اُنکی قوموں نے اپنے معاشرہ (society) اور مذہب سے اخراج کرکے مقاطعہ کیا تھا۔ عزیزم:۔ خاکسار نے آپکی یہی تجویز مورخہ ۱۵/جولائی ۲۰۰۹ء کو قادیانی خلیفہ جناب مسرور احمد کے آگے رکھی تھی لیکن جناب خلیفہ صاحب میری تجویز کے سلسلہ میں ٹس سے مَس بھی نہ ہوئے تھے۔ آپ میری یہ تجویز ہماری ویب سائٹ الغلام ڈاٹ کم کے ہوم پیج پر بعنوان ''For new readers'' آج بھی پڑھ سکتے ہیں۔

[۶] **قولہٗ**:۔ '' خلیفہ (جماعت احمدیہ قادیان) اور آپکا دعویٰ ہے کہ آپ دونوں خدا کی طرف سے guided ہیں۔ دونوں کا دعویٰ کامیابی ہے اور کہتے ہیں کہ ہم خوب ترقی کررہے ہیں۔ خاکسار کو کیسے پتہ لگے کہ کون درست ہے؟''

اقولُ:۔۔۔ قادیانی خلیفہ جناب مرزا مسرور احمد صاحب کا یہ دعویٰ ہرگز نہیں ہے کہ اُنہیں اللہ تعالیٰ نے رُوح القدس کے ذریعہ کھڑا کیا ہے۔ بلکہ اُنہیں تو اُنکے پیشرو جناب مرزا طاہر احمد صاحب نے اپنی زندگی میں اپنا جانشین بنا دیا تھا۔ جبکہ خاکسار کا یہ دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو مبعوث فرمایا ہے اُسی طرح جس طرح خاکسار سے پہلے مرسلین کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا تھا۔ جہانتک اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت یافتہ (guided) ہونے کا تعلق ہے تو اس سلسلہ میں گذارش ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سچے مرسل اگر یہ دعویٰ کریں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت یافتہ (guided) ہیں تو چونکہ وہ تو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمائے ہوتے ہیں لہٰذا یقیناً وہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت یافتہ (guided) بھی ہوتے ہیں۔ لیکن بعض اوقات ایسا بھی ہوجاتا ہے کہ ایک سچے مرسل کے مخالفین جنہوں نے اُمتوں اور جماعتوں پر قبضے کیے ہوتے ہیں وہ بھی یہی دعویٰ کررہے ہوتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت یافتہ (guided) ہیں۔ مثلاً عیسائیوں کے موجودہ پوپ کا بھی یہی دعویٰ ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہدایت یافتہ (guided) ہیں۔ آپ خود فیصلہ کریں کہ ایک عاجز انسان کو خدا کا بیٹا بنانیوالے کیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت یافتہ (guided) ہوسکتے ہیں؟ اسی طرح یہودیوں کے موجودہ

مذہبی سربراہ کا بھی یہی دعویٰ ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہدایت یافتہ (guided) ہیں۔آپ خود فیصلہ کرلیں کہ حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو صلیب پر چڑھانے والے اور دیگر نبیوں کے قاتل اور آنحضرت ﷺ کا انکار کرنے والوں کا مذہبی سربراہ کیا خدا تعالیٰ کی طرف سے ہدایت یافتہ (guided) ہوسکتا ہے؟ عیسائیوں کے پوپ اور یہودیوں کے مذہبی سربراہ کی طرح موجود قادیانی خلیفہ صاحب جسے اُنکا پیشرو جناب مرزا طاہر احمد صاحب اپنی زندگی میں اپنا جانشین بنا کر گئے تھے اور یہ سب جناب خلیفہ ثانی صاحب کے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کے پیروکار ہیں۔اگر جناب خلیفہ ثانی صاحب کا دعویٰ مصلح موعود قطعی طور پر جھوٹا تھا کیونکہ موعود زکی غلام (مصلح موعود) تو محمدی مریم حضرت مرزا غلام احمدؑ کے گھر میں بطور جسمانی لڑکا پیدا ہی نہیں ہوا تھا۔تو پھر آپ اور تمام قادیانی حضرات خود فیصلہ کرلیں کہ جناب خلیفہ ثانی صاحب کے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کا پیروکار کیا موجودہ قادیانی خلیفہ جناب مرزا مسرور احمد صاحب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت یافتہ (guided) ہوسکتا ہے؟؟ ؎ دوستو اِک نظر خدا کیلئے سیّد الخلق مصطفٰے کیلئے

عزیزم آپ کو یہ بھی بخوبی علم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کھڑے کیے ہوؤں کو دنیا قبول نہیں کرتی بلکہ اپنے بنائے ہوؤں کو قبول کرتی ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ "یٰحَسۡرَۃً عَلَی الۡعِبَادِ مَا یَاۡتِیۡہِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا کَانُوۡا بِہٖ یَسۡتَہۡزِءُوۡنَ۔" (سورۃ یٰسین۔۳۱) ہائے افسوس بندوں پر! اِنکے پاس کوئی رسول نہیں آتا مگر وہ اُس سے ہنسی اور ٹھٹھا کرنے لگتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوؤں کو قدم قدم پر اخراج، مقاطعہ، نفرتوں اور شعب ابی طالب کی صعوبتوں سے گزرنا پڑتا ہے لیکن دنیا کے بنائے ہوؤں کو ایسے دکھوں کا سامنا ہرگز نہیں کرنا پڑتا۔وہ کامیابیوں کے دعاوی بھی کیا کرتے ہیں کیونکہ دنیا اور دنیا والے اُن کیساتھ ہوتے ہیں۔ خدا کے بنائے ہوؤں کو چونکہ لوگ قبول نہیں کرتے لیکن وہ مخالفین اور دنیا والوں پر دلیل کیساتھ غالب ہوتے ہیں۔ظاہری کامیابیاں سچے ہونے کا ثبوت نہیں ہوا کرتیں بلکہ سچائی کا ثبوت صرف دلیل ہی ہوا کرتی ہے جو کہ فرعونوں اور ہامانوں کے پاس نہیں ہوا کرتی۔قادیانی جماعت اور اُسکے خلیفہ صاحب کو کامیابیوں کا بڑا دعویٰ تو ہوسکتا ہے لیکن اُنکے پاس نہ اپنے خلیفہ ہونے کی کوئی دلیل ہے اور نہ ہی جناب خلیفہ ثانی صاحب کے دعویٰ مصلح موعود کی کوئی دلیل ہے۔تبھی یہ لوگ خاکسار کا سامنا کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔اگر ظاہری کامیابیوں کو سچائی کا معیار بنایا جائے تو پھر نصاریٰ جو ایک مشت خاک کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا بنا کر بیٹھے ہوئے ہیں وہ ہر لحاظ سے قادیانی جماعت بلکہ عالم اسلام سے بھی بہت آگے ہیں۔عزیزم۔عیسائیوں کی ظاہری کامیابیوں کی وجہ سے نہ حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ابن اللہ ہوسکتے ہیں اور نہ ہی اُنکی خدائی کے حوالہ سے عیسائیوں کا یہ دعویٰ سچا ہوسکتا ہے۔ظاہری کامیابیوں کی وجہ سے جس طرح حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم ابن اللہ نہیں بن سکتے اِسی طرح ظاہری کامیابیوں کے دعویٰ کی وجہ سے نہ مرزا مسرور احمد صاحب کا اپنے خلیفہ ہونے کا اپنا دعویٰ سچا ہوسکتا ہے اور نہ ہی بغیر دلیل کے جناب خلیفہ ثانی صاحب کا دعویٰ مصلح موعود سچا ہوسکتا ہے۔

جہاں تک آپکے اس سوال کا تعلق ہے کہ آپ کو کیسے پتہ لگے کہ (ہم دونوں میں سے) کون درست ہے؟ تو یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے آپ قرآن کریم اور حضرت حکم وعدل علیہ السلام کے فرمودہ کے مطابق سچے اور درست کو دریافت کرسکتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں

ظاہری کامیابیوں کی بجائے دلیل کو ہی زندگی اور ہلاکت اور سچ اور جھوٹ کا معیار قرار دیا ہوا ہے۔جیسا کہ وہ سورۃ انفال کی آیت ۴۳ میں فرماتا ہے:۔"لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ" تاکہ جو کھلی دلیل سے ہلاک ہوتا ہے وہ ہلاک ہو اور جو کھلی دلیل سے زندہ ہوتا ہے وہ زندہ ہو۔

علاوہ اِسکے ایک صدی قبل یہی سوال حکم وعدل حضرت مرزا صاحبؑ سے بھی پوچھا گیا تھا کہ ہمیں (مدعیوں میں سے) کیسے پتہ لگے کہ کون درست ہے؟ آپ کو چاہیے کہ آپ بھی حضرت مرزا صاحبؑ کی نصیحت کی پیروی کریں۔پیر سراج الحق نعمانی صاحب اپنی کتاب تذکرۃ المہدی میں لکھتے ہیں۔"جب میں اوّل دفعہ حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تھا تو میں نے یہ عرض کی تھی کہ آپ نے بھی دعویٰ مجددیت کیا ہے اور دوسرے لوگ بھی ہیں جو دعویٰ مجددیت کا کرتے ہیں منجملہ اوروں کے (۱) ایک سوڈانی مہدی ہے جس پر لوگوں کا خیال ہے کہ وہ مہدی اور مجدد ہے۔اب ہم آپ کو مجدد مانیں یا اُن میں سے کسی ایک کو۔فرمایا جس کے پاس دلیل ہو دعویٰ بلا دلیل تو تسلیم نہیں ہوتا دلیل یہی ہے کہ مکالمہ ومخاطبہ الٰہیہ ہو اور وحی کا نزول ہو اور منہاج نبوت پر ان کا طریق ہو درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے اور یہی شناخت ولی نبی رسول کی ہے۔" (تذکرۃ المہدی صفحہ ۱۹۰)

عزیزم آخر پر خاکسار آپ سے یہی گذارش کرتا ہے کہ میرے پاس اپنے دعویٰ کی سچائی کیلئے ایک برہان قاطع ہے اور قادیانی خلیفے جناب مرزا مسرور احمد صاحب کے پاس صرف اور صرف ایک فرعونی نظام اور اخراج اور مقاطعہ کی طاقت ہے۔اب فیصلہ آپکے ہاتھ میں ہے کہ آپ نے حضرت مرزا صاحبؑ کی پیروی کرتے ہوئے جس کے پاس دلیل ہے اُسے قبول کرنا ہے یا جس کے پاس ایک فرعونی نظام کی طاقت ہے اُسکے آگے سرِ تسلیم خم کرنا ہے۔ ؎ دل کی آزادی شہنشاہی، شکم سامانِ موت فیصلہ تیرا، تیرے ہاتھوں میں ہے، دل یا شکم؟

[۷] **قولہٗ**:۔۔"یہ خط اپنی website پر پوسٹ نہیں کریں۔شکریہ۔"

اقولُ:۔۔۔عزیزم ایک صدی قبل چلہ ہوشیاپور کے دوران ہی اللہ تعالیٰ نے ملہم محمدی مریم حضرت مرزا غلام احمدؑ کو فرمادیا تھا کہ۔۔۔

"اے مظفر! تجھ پر سلام۔خدا نے یہ کہا۔تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں۔موت کے پنجہ سے نجات پاویں۔اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔" اِن الہامی الفاظ کا صاف مطلب تھا کہ اے میرے بندے! تیرے بعد تیرے پیروکاروں پر اخراج اور مقاطعہ کی تلواریں لٹکا کر اُنہیں نہ صرف مُردے بنا دیا جائے گا بلکہ تیری جماعت کو بھی ایک قبرستان میں بدل دیا جانے والا ہے۔مُردہ کی یہ نشانی ہوتی ہے کہ وہ قوت گویائی سے محروم ہوتا ہے۔وہ بول نہیں سکتا۔آج جماعت احمدیہ قادیان کا یہ حال ہے کہ آپ ایسا کھلا ذہن رکھنے والا ایک صاحب علم احمدی بھی ڈرتا پھر رہا ہے کہ کہیں آپکا خط ویب سائٹ پر نہ لگا دیا جائے۔خاکسار آپکی خواہش کے مطابق آپکا خط کبھی بھی ویب سائٹ پر نہیں لگائے گا لیکن آپ اپنے متعلق اور جماعت احمدیہ قادیان کے دیگر بھائیوں کے متعلق فیصلہ کریں کہ کیا آپ سب زندہ ہیں یا کہ مُردہ؟ یقیناً آپ سب روحانی قبروں میں دبے پڑے ہیں۔خاکسار محمودی قبرستان میں اکیلا اذان دیتا پھر رہا ہے اس اُمید کیساتھ کہ اس قبرستان سے ایک نہ ایک دن کچھ لوگ اُٹھ کر میرے ساتھ ضرور اللہ اکبر کہیں گے۔عزیزم آپ نے اپنے سوال نمبر ا میں مصلح موعود

کی کامیابیوں کے بارے میں پوچھا ہے۔آپ سوچیں اور خود فیصلہ کریں کہ اس قسم کے قبرستان میں ایک سچے مصلح موعود کو کیا کامیابی مل سکتی ہے جس کے باسی آپکی طرح اللہ کی بجائے غیر اللہ سے خوف زدہ ہوں۔عزیزم آپ کو واضح رہے کہ جس انسان کے اندر تقویٰ، ایمان اور سچائی ہوگی وہ کبھی بھی غیر اللہ سے نہیں ڈرے گا۔وہ صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرے گا۔قادیانی جماعت میں قبروں میں دبے پڑے میرے قادیانی بھائیوں کی اکثریت تقویٰ، ایمان اور سچائی سے خالی منافقت کی زندگی گزار رہی ہے۔وہ بظاہر کھاتے پیتے ہیں اور سانس بھی لیتے ہیں۔وہ اپنے آپ کو زندہ بھی سمجھتے ہیں۔حالانکہ وہ ہرگز زندہ نہیں ہیں بلکہ روحانی قبروں میں دبے پڑے مُردے ہیں۔اسی کیفیت کو ایک شاعر اس طرح بیان کرتا ہے۔۔۔ ؎ سانسوں کے سلسلے کو نہ دو زندگی کا نام جینے کے باوجود بھی کچھ لوگ مر گئے

عزیزم محترم:۔خاکسار آپ سب کیلئے دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کو وہ تقویٰ، ایمان اور سچائی نصیب فرمائے جس کے بعد ایک مامور من اللہ کو پہچاننا اور روحانی قبروں سے نکلنا آپ سب کیلئے چنداں مشکل نہ رہے۔اللہ تعالیٰ آپ سب کی مدد فرمائے آمین۔ ؎

ہم دیکھیں گے۔لازم ہے کہ ہم بھی دیکھیں گے
وہ دن کہ جس کا وعدہ ہے جو لوحِ ازل میں لکھا ہے
جب ظلم وستم کے کوہ گراں روئی کی طرح اُڑ جائیں گے
ہم محکوموں کے پاؤں تلے جب دھرتی دھڑ دھڑ دھڑکے گی
اور اہل حکم کے سر اُوپر جب بجلی کڑ کڑ کڑکے گی
جب اَرض خدا کے کعبے سے سب بت اٹھوائے جائیں گے
ہم اہل صفا مردود حرم مسند پہ بٹھائے جائیں گے
سب تاج اُچھالے جائیں گے سب تخت گرائے جائیں گے
بس نام رہے گا اللہ کا جو غائب بھی ہے حاضر بھی جو منظر بھی ہے ناظر بھی
اور راج کرے گی خلق خدا جو میں بھی ہوں اور تم بھی ہو

خاکسار

مردِ حق کی دُعا موعود یوسف ثانی

عبدالغفار جنبہ/کیل۔جرمنی

موعود زکی غلام مسیح الزماں (موعود مجدد صدی پانزدہم)

آ رہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اُس کا انتظار

مورخہ ۱۰/جون ۲۰۱۷ء

☆☆☆☆☆☆☆☆